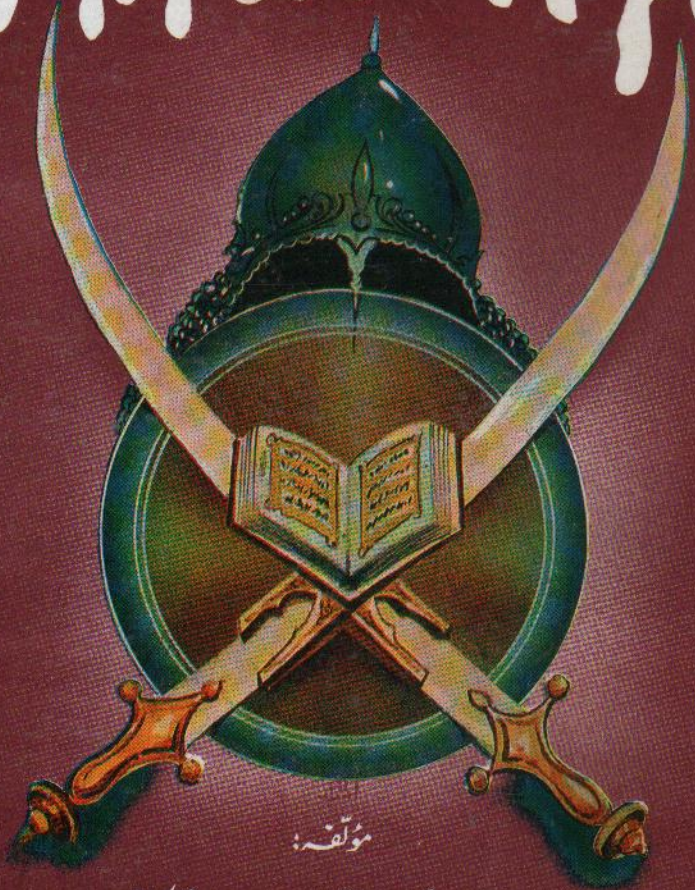


سوانح
حیات جناب سلمان محمدیؓ



مولانا مقبول احمد صاحب نوگانوی

60

سلمان محمدی

محمدی بارالطیب آباد یونٹ نمبر ۸-۸-۸۱
پتہ: سیکٹر ۸

مولانا مقبول احمد خاں لوگانوی ممتاز الافاضل

ٹروٹمن - سویڈن

بیت اللہ ایک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام بارگاہ، گھاڑو در، کراچی ۷۴۰۰۰

فون 2431577

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۷۱	علمی مرکزیت	۱۰	۳	ابتدائیہ	۱
	بیعت حضرت ابو بکرؓ	۱۱	۱۲	نام کنیت اور القاب	۲
۷۸	سے انحراف		۱۶	حب و نسب	۳
۸۷	درویش صفت گورنر	۱۲	۱۹	تعلیم و تربیت	۴
۹۸	کرامات	۱۳	۲۲	تلاش حق	۵
۱۰۷	سلمانؓ نوح اہق مخویؓ	۱۲	۳۲	اسلامی سبقت	۶
۱۱۲	اخلاق و اوصاف	۱۵		اسلام میں غلامی کا تصور	۷
۱۲۲	چند جواہر ریزے	۱۶		مسلمان کے مراتب	
۱۲۷	ازدواج و اولاد	۱۷	۲۰	کی روشنی میں،	
۱۲۹	مدت حیات	۱۸		اسلام میں عمل کی	۸
۱۳۲	وفات	۱۹		اہمیت اور آپ کی	
	وفات کے بعد	۲۰		خاندانِ اہلبیت میں	
۱۳۱	آپ کے مراتب		۳۸	شمولیت	
۱۳۳	زیارت	۲۱		سلمان محمدؓ کی آیات	۹
			۶۳	قرآنی کی روشنی میں	



سیدنا ابوالفضل ابوبکرؓ
 سیدنا سعید بن جبیرؓ
 ۱۰۸

ابتدائیہ

انسان فطرثاً حیوان نقل ہے وہ جس طرح اپنے ہم جنسوں کو کرتے دیکھتا ہے
 ویسا ہی خود بھی کرنے لگتا ہے اس کے ثبوت کے لیے کسی منطقی استدلال کی ضرورت
 نہیں ہے بلکہ روزمرہ کے مشاہدات گواہ ہیں، اولاد و اقوام کے کھانوں میں
 بے پرویز تکلفات کا اضافہ، تعمیر مکانات کی تبدیلیاں، لباس میں منت سے
 فیض کی ایجادیں دال ہیں اس بات پر کہ انسان اپنے دوسرے ہم جنس کو جیسا
 کرتے، پہنتے یا کھاتے دیکھتا ہے خود بھی ویسا ہی کرنے لگتا ہے۔ اور اس طرح
 پورے معاشرہ میں تبدیلی آجاتی ہے کہ رواد کی پستی اور ملتد ہی بھی اسی فطری
 جذبہ کا نتیجہ ہے۔

اس فطری جذبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے قدرت نے انسانوں کے اخلاق و دعوات
 کی اصلاح و درستگی کے لیے انبیاء، معلمین کو اس انسانی معاشرہ میں بھیجا تاکہ وہ علمی
 نمونہ بن کر لوگوں کے سامنے آئیں اور لوگ ان کے قول و فعل میں پیروی و اتباع
 کر کے اپنے مقاصد حیات کو پورا کر کے اپنا صحیح مقام حاصل کر لیں۔

لیکن سلسلہ نبوت و رسالت کے بعد بھی یہ ضرورت باقی رہتی تھی اس لیے
 مرسل اعظم نے فرمایا تھا لانی تارك فيكم النقلين كتاب الله وعتوتي هليلجتي

مسلمانوں مختاری اصلاح کا وہ دوازہ میرے دنیا سے اٹھ جانے پر بند نہیں ہوا ہے بلکہ میں قرآن (حکم خدا) اور اہلبیت (عاطین قرآن) کو چھوڑ کر جا رہا ہوں غور سے عمل تمہارے ساتھ ہے اس کو دیکھو اور عمل کرو.....

اور یہ حقیقت ہے کہ فقیر اہلبیت اسوۂ رسولی تعلیم رسولی اور کردار رسولی من و شواری بھی ہے اس لیے کہ اہلی البیت اعلم بمساقی البیت۔ لیکن انفس ہوتا ہے ان لوگوں پر جنہوں نے اہلبیت کو چھوڑ کر صرف اصحاب کا دامن پکڑا ان کی پیروی و اتباع کو واجب جاتا اور فقیر اشتنا کلام عدولی کہہ کر تقلید شروع کر دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیغمبر جس دین کی تبلیغ کرتے آئے تھے وہ تتر فرقوں میں بٹ گیا۔ اور نوبت باہمی رسید کہ رسولی کا ابھی کھن جی میل نہ ہوتے پایا تھا کہ نہ تازوہ نماز رہی جو رسولی کی نماز تھی نہ روزہ وہ روزہ رہا جو رسولی کا روزہ تھا۔

در اصل وہ لوگ جنہوں نے تمام صحابہ کو قابل پیروی و تقلید سمجھا وہ صراط مستقیم سے بھٹک گئے ہیں۔ صحابہ کا شرف مسلم لیکن صحبت عام لفظ ہے جو مومن کو بھی شامل ہے اور منافق کو بھی نیکو کار کو بھی اور بدکار کو بھی صحابہ بھی دوسرے ہی لوگوں جیسے تھے ان میں عادل لوگ بھی تھے اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے منافقین بھی (دیکھو سورۃ احزاب سورۃ توبہ و سورۃ منافقون) صرف صحابیت نہ عصمت پیدا کرنے کی ضامن ہے اور نہ عادل بنانے کو کافی ہے جیسا جنس کا عملی ہوگا دیا اس کا وجہ ہوگا اگر صحابی رسولی مومن و عادل ہے تو یقیناً ہمارے نزدیک باعزت اور قابل تقلید لیکن اگر منافق و بدکار ہے تو قابل نفرت۔

سیکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ پیغمبر کے زمانے میں بہت سے صحابہ بڑی بڑی
 خطاؤں کے مرتکب ہوتے تھے۔ ایک شخص پیغمبر کی خدمت میں کتابت پر مصتبیٰ تھا
 اس کی حالت یہ تھی کہ پیغمبر اس سے گھواتے غصو ما اُدھیما تو وہ مکہ و تبا علیما
 حکیم اور اگر کہتے علیما حکیم تو وہ لکھتا سمیعاً بصیراً اس نے لوگوں سے کہا میں
 محمد مصطفیٰ سے زیادہ عالم ہوں وہ شخص مر گیا پیغمبر نے فرمایا زین اس کو قبول نہیں
 کہے گی۔ انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو طلحہ نے بیان کیا کہ جہاں
 وہ شخص دفن ہوا تھا میں دیکھنے گیا تھا دیکھا تو وہ شخص زمین سے باہر نکلا پڑا تھا
 لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے بتایا گیا کہ ہم نے اس کو کئی مرتبہ دفن کیا لیکن
 ہر مرتبہ زمین نے اسے یا بھر پھینک دیا۔

ولید بن عقیقہ بن ابی معیط بھی ایک صحابی تھا جس کا اللہ نے نام ہی رکھ دیا
 تھا فاسق پیغمبر نے اسے نبی مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا
 اس نے واپس آ کر پیغمبر کو خبر دی کہ نبی مصطلق تیار ہو کر مجھ سے لڑنے کے لیے نکلے
 پیغمبر نے چاہا کہ لشکر تیار کر کے نبی مصطلق کی طرف روانہ کریں کہ آیت نازل ہوئی
 یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فنبینوا۔ الایہ
 یہ فاسق بھی صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے اور فاسق شخص عادل کیسے ہو سکتا ہے۔

دھیما اور صحابہ ہر فراز لکھو ہر فروری ۱۳۳۲ھ

(مولانا محمد باقر صاحب)

ایک اور صحابی جن کا نام قرمان بن حرت تھا جنگ احد میں شریک ہوئے
 اور پیغمبر کی طرف سے بڑی شدید جنگ کی صحابہ نے کہا آج جو قرمان نے کلام کیا

انجام دیا ہے وہ کسی دوسرے نے نہیں بلکہ پیغمبر نے فرمایا لیکن وہ جہنمی ہے جب وہ زخموں سے چور ہو کر گرے اور لوگوں نے کہا جنت مبارک ہو تو انہوں نے کہا کہ کسی جنت ہم نے تو محض خاندانی شرف پر جنگ کی تھی۔

(اصابہ ج ۵ صفحہ ۲۴)

اور حکم بن ابی العاص بھی صحابی تھا جس پر پیغمبر نے لعنت فرمائی تھی اور مدینہ سے نکال دیا گیا تھا یہ مردان کا باب اور حضرت عثمانؓ کا چچا تھا تا کہ کسی نے بسلسلہ اسناد زہری اور عطاء خراسانی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر کے کچھ اصحاب حاضر خدمت ہوئے آپ اس وقت حکم پر لعنت فرما رہے تھے لوگوں نے قصہ پوچھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا میں گھر میں اپنی فلاں بیوی کے پاس تھا یہ شخص دیوار کے شکاف سے جھانک رہا تھا ایک مرتبہ پیغمبرؐ حکم کی طرف سے گذرے حکم آپ کی طرف گستاخانہ اشارے کرنے لگا پیغمبرؐ نے پلٹ کر دیکھ لیا بددعا فرمائی خداوند حکم کو تھیکلی بنا دے۔ (اصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۴)

حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے آپ نے مردان سے فرمایا تھا میں گو اہمی دیتی ہوں کہ پیغمبر خداؐ نے تمہارے باپ پر لعنت کی تھی اور اس وقت تم اس کی صلب میں تھے۔ (اصابہ ج ۲ صفحہ ۲۹)

امام نسائی نے اپنی سنن نسائی میں عبداللہ بن عباسؓ سے قول باری تم ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستأخرین کے تحتان نزول کے متعلق روایت کی ہے کہ ایک اہمائی صیبن و جیل عورت رسول اللہؐ کے پیچھے نماز پڑھتے آئی تھی بعض لوگ آگے کھڑے ہوئے تاکہ اس پر نظر نہ پڑے بعض لوگ

اسے تاکنے کی نزع سے پیچھے کی صف میں کھڑے ہوئے تھے اور رکوع کتنے وقت
قبل سے جھانکا کرتے تھے یہ بھی صحابہ رسولؐ بھی تھے۔

دیگر اسلام کی تبلیغ کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل تھا کیا صحابی کا لتجوم
قبایہمراقتدیتم اہتدیتم امیرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے
جس کی بھی پیروی کر دگے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے) کے اصول پر عمل کرنے سے
امت پیغمبرؐ نجات یافتہ ہو جائے گی اور کیا مقصد رسولؐ خدا پر اورا ہو جائے گا؟
انہیں صحابہ کرام میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے بارے میں قرآن کریم خبر
دے رہا ہے وہی حوالہ من الاعراب متفقون من اهل المدینة

سردوا علی النفاق لا تغلہم منغز بہم مرتین شمر مردون الی
عذاب عظیم اور تمہارے اطراف کے گنوار دیہاتوں میں بعض منافق بھی ہیں
اور خود دینیہ کے رہنے والوں میں سے بھی بعض منافق ہیں جو تفاق پراڑ گئے
ہیں اسے رسولؐ تم ان کو نہیں جانتے مگر ہم ان کو توب جانتے ہیں عنقریب
ہم ان کو دنیا ہی میں دوہری سزا کریں گے پھر یہ لوگ قیامت میں ایک بڑے
عذاب کی طرف پلٹائے جائیں گے۔ (سورہ نوبہ آیت ۱۷)

ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو پیغمبرؐ اسلام کو اذیت پہنچایا کرتے تھے
اور انہیں لوگوں میں وہ لوگ بھی تھے جن کے بارے میں ارشاد الہی ہے
ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعہم واذ قاموا الی الصلوٰۃ

عہ والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم جو لوگ خدا کے رسولؐ کو اذیت
پہنچائیں گے ان پر دردناک عذاب ہوگا۔

تلموا کسائی میرا و ان الناس ولا یذکر و ان اللہ کما قلیلا منذ بد بین
 بین ذالک لای الی ہو کلام و کلام الی ہو کلام و من یضلل اللہ فمن تجد
 سیلا۔ ترجمہ: بیشک منافقین اپنے خیال میں خدا کو فریب دیتے ہیں حالانکہ
 خدا خود انہیں دھوکا دیتا ہے اور یہ لوگ جب نماز پڑھتے کھڑے ہوتے ہیں تو
 (یہ ادبی ہے) الگ الگ ہونے لگتے ہیں اور فقط لوگوں کو دکھاتے ہیں اور
 دل سے تو خدا کو کچھ یونہی سایا کرتے ہیں اس (کفر و ایمان) کے بیچ تذبذب میں
 پڑے تھول رہے ہیں نہ ان مسلمانوں کی طرف نہ ان کافروں کی طرف اے رسول مجھے
 خدا اگر اسی میں چھوڑ دے (اس کی ہدایت کی) تم ہرگز کوئی اسیل نہیں کر سکتے۔

(سورہ نسا، پ ۱)

کتاب الہی ایسے لوگوں کی بھی خبر دے ہی ہے جو رسول کے ارشادات سنتے تھے
 لیکن خداتے ان کے دلوں پر مہر لگا دی تھی کیونکہ وہ ہوا و ہوس کے پیرو تھے دھم
 من یستمع الیک حتی اذا خرجوا من عندک قالوا للذین ادتوا العلم
 ماذا قال انفا و لعل الذین طبع اللہ علی قلوبہم و اتبعوا الهوائہم
 ترجمہ: اے رسول ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو تمہاری طرف کان لگائے
 رہتے ہیں یہاں تک کہ سب سن سنا کر جب تمہارے پاس سے نکلتے ہیں تو جن
 لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان سے کہتے ہیں (کیوں بھئی) ابھی اس شخص نے کیا کہا تھا
 یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر خداتے کفر کی علامت مقرر کر دی ہے اور یہ اپنی
 خواہشوں پر چل رہے ہیں۔ (سورہ محمد پ ۲۶)

اگر ذرا بھی عقل و تدبیر سے کام لیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ہر صحابی

کو عادل اور قابل تقلید ماننے اور سمجھنے کا نظریہ کتنا عمل اور واہیات نظر یہ ہے
قرآن مکرم منافقین کے ذکر سے پھلک رہا ہے صرف سورہ توبہ، سورہ احزاب
اور سورہ منافقوں ہی کو لے لیجئے ان تینوں سوروں میں شروع سے آخر تک
منافقین ہی کا ذکر ہے۔

”پیغمبر جب تک زندہ رہے ان منافقین نے آپ کا کلیجہ خون کر رکھا تھا
ہست سے مواقع پراٹھوں نے آپ کی جان لینے کی کوشش کی۔ تاریخ گواہ ہے کہ
جب رسول اسلام غزوہ حدیبیہ کے لیے مدینہ سے تشریف لے گئے تھے تو ایک ہزار
مسلمان موجود تھے لیکن حدیبیہ پہنچنے سے پہلے ہی تین سو منافقین راستہ ہی سے
اپٹ گئے باقی جو سات سو اصحاب آپ کے ساتھ حدیبیہ تک پہنچے ان میں
بھی اچھی خاصی تعداد منافقین کی رہی ہوگی اور وہ بدنامی اور رسوائی کے ڈر
سے واپس نہ ہوئے ہوں گے اگر فرض کر بھی لیا جائے کہ ان سات سو میں کوئی بھی
منافق نہ تھا تو پھر بھی ہزار میں تین سو کا تناسب ہی کیا کم ہے کیا پیغمبر کی وفات
کے بعد یہ منافقین نسبت دنا بود ہو گئے اور آپ کی رحلت کے بعد جتنے بھی اصحاب
بچے وہ سب کے سب مجسمہ ایمان اور نمونہ عدالت بن گئے کیا معاذ اللہ پیغمبر
کی زندگی نفاق کا سبب اور آپ کی موت ان کے ایمان اور عدالت احوال کے
تمام خلائق سے بہتر و افضل ہو جانے کا ذریعہ تھی پیغمبر کی آنکھ بند ہوتے ہی
ان کی انقلاب ماہیت کیسے ہو گئی؟ کہ جب تک پیغمبر کی ساتیس آتی جاتی رہی
ان کا شمار منافقین میں ہوتا رہا اور ان پر خدا کی لعنتوں کی بوجھاڑ ہوتی رہی
اور ادھر تارکس ٹوٹا ان پر فضل و شرف کی ایسی بارش ہوئی کہ اب ان کی بابت

نب کثائی ناجائز ان کی قدح نامکن اور انھوں نے بڑے بڑے جرائم اور ہونکے
معاصی جو کئے ان پر حروف گیری حرام۔

”شعبہ اور صحابہ شرفراز لکھنؤ مورثر ۲ فروری ۱۹۶۱ء
سالانہ حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے وفات پیغمبر کے بعد صرف گئے
چنے لوگ پیغمبر کے دین پر باقی رہے تھے اور باقی سب کے سب مرتد ہو گئے تھے
بہت ہی نے عبد اللہ اکاشعری کے سلسلہ سے ابو درعا سے روایت کی ہے ابو درعا
کہتے ہیں کہ پیغمبر سے میں نے عرض کیا حضور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ فرمایا کرتے
ہیں کہ کچھ لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے پیغمبر نے فرمایا ہاں مگر تم
ان میں سے نہیں ہو۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۱۱)

عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت نے اپنے اصحاب سے
فرمایا میں تم لوگوں سے پہلے عرض کو تر پر پہنچوں گا کچھ لوگوں سے میں نزاع
کروں گا پھر ان پر غالب آجاؤں گا پھر اپنے پروردگار سے عرض کروں گا خدا
و تعالیٰ میرے اصحاب! خدا تمہارا جواب دے گا تمہیں کیا پتہ کہ ان اصحاب نے تمہارے
بعد کیا کیا؟ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۱۲۳) اور ترمذی نے پیغمبر سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا میرے دائیں سے کچھ اصحاب پکڑے
جائیں گے کچھ میرے بائیں سے میں عرض کروں گا خداوند یا میرے اصحاب میں
اس پر خداوند عالم جواب دے گا۔ تمہیں معلوم نہیں ان لوگوں نے تمہارے بعد
کیا کیا حرکتیں کیں جب سے تم ان سے جہا ہوئے یہ برابر اٹھے پیروں پھرتے
ہی گئے اس وقت میں وہی فقہ کوں گا جو عبد صالح (حضرت عیسیٰ) فرمائیں گے

ان تعدا بھم فانھم عبادك اگر ان لوگوں پر عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ (صحیح ترمذی جلد ۶ صفحہ ۶۷۸) شیخ اور صحابہ (مولانا محمد باقر صاحب نقوی ہفتہ وار مسافر از لکھنؤ ہر فروری ۱۹۳۷ء)

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وفات میں بغیر کے بعد تمام اصحاب مرتد ہو گئے تھے سوائے ان تین مسلمان، مقداد اور ابو ذر کے بعد میں اور لوگ ان ملحق ہو گئے تھے۔ (ناسخ التواریخ جلد ۴ صفحہ ۸۷)

صحابی کا نجوم حدیث کو اگر صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ تمام صحابہ قابل تقلید ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ میرے اصحاب مثل شاربہ کے ہیں جس طرح تارول میں نیک دہد ہوتے ہیں اسی طرح میرے اصحاب میں بھی دو قسم کے لوگ ہیں مومن بھی ہیں اور منافق بھی، نیک بھی ہیں اور بد بھی ان میں جو نیک ہیں ان سب کی پیروی ہدایت کا ذریعہ ہے اور وہ اصحاب صرف وہ لوگ ہیں جن کو اللہ اور رسولؐ کو دست رکھتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے اللہ میرے اصحاب میں چار شخصوں کو دست رکھتا ہے علیؑ، سلمانؓ، مقدادؓ اور ابو ذرؓ

(تہذیب التہذیب ج ۴ صفحہ ۱۲)

وہ اصحاب وہ ہیں جن کے لیے جنت مشتاق ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جنت چار شخصوں کی مشتاق ہے اور وہ علیؑ، عمارؓ، مقدادؓ اور سلمانؓ ہیں۔

(طبری اولیا و جزو اول صفحہ ۱۹)

قابل اتباع و پیروی وہ اصحاب ہیں جن کی وجہ سے زمین کا فرش نکھایا گیا جن کی وجہ سے رزق آتا گیا اور جن کے سبب باران رحمت نازل ہوئی

امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ وہ عبد اللہ بن مسعود، ابو ذر، عمار یا مسر، سلمان فارسی، مقداد بن اسود، حدیقہ بن اسود اور ساتواں میں ان کا امام ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے دختر پیغمبر اسلام کی نماز جنازہ پڑھی۔

(نفس الرحمن مولفہ علامہ توری)

معلوم ہوا کہ صرف انہیں اصحاب کی پیروی ذریعہ ہدایت ہو سکتی ہے جنہوں نے اہلبیت پیغمبر کا ساتھ دیا ان سے محبت کا اظہار کیا اور ان کے عمل کو اپنا یا جنہوں نے ان اہلبیت کی راہ الفت میں طرح طرح کی صعوبتیں برداشت کیں مصائب کا مقابلہ کیا لیکن دامن اہلبیت سے متمسک رہے ان صحابہ میں مسر فرست جناب سلمان فارسی کا نام ہے جن کے حالات ناظرین کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

عصر حاضر میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ رسول اور اہلبیت رسول کے سچے جان نثاروں کے حالات زندگی پیش کئے جائیں اس لئے کہ معصومین کے حالات زندگی پڑھ کر آج کا مسلمان یہ کہہ سکتا ہے وہ معصوم تھے جو وہ کر گئے وہ ہم کیسے کر سکتے ہیں؟ اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگوں کے سامنے حضرت سلمان محمدی، مقداد، ابو ذر غفاری، عمار یا مسر، مالک اشتر جیسے راستہ عقیدہ لوگوں کے حالات پیش کیے جائیں اور بتایا جائے کہ اگر ہم علی مرتضیٰ، حسن مجتبیٰ اور امام حسینؑ کو ملا نہیں بن سکتے تو کیا سلمان، ابو ذر، مقداد، قبر بلال و چون حبشی کے نقش قدم پر بھی نہیں چل سکتے؟.....

..... سلمان محمدی کی ذات گرامی وہ ہے کہ جن کو آنحضرت نے

ان کے حسن و عمل اور حسن کردار پر اپنے اہلیت میں شامل فرمایا تھا یہ اس عظیم منزلت کے صحابی ہیں کہ معصوم کے سامنے کسی نے سلمان فارسی کہا تو فوراً جبین مبارک پر لگیں پڑ گئیں اور فرمایا سلمان فارسی نہ کہو سلمان محمدی کہو۔ ایمان کے دس درجے ہیں اور وہ ان سب پر فائز ہیں۔ سلمان اسلامی نظام زندگی کا ایک عملی شاہکار ہیں ان کی زندگی تمام فرزندانِ توحید کے لیے مشعلِ راہ ہدایت ہے اس لیے ان کے حالات جمع کر کے کتابی صورت میں ناظرین کے سامنے پیش کر رہا ہوں میں اپنے ان تمام ناظرین کا ممنون رہوں گا جو مجھ کو اپنے ذہن میں خیالات سے مطلع فرمائیں گے۔

میں برادر محترم میجر خورشید کشمیری کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری اس ناچیز تالیف کو منظر عام پر لانے میں لگاری دی جیسی کا مظاہرہ کیا ہے اسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ خداوند عالم موصوف کو عمر نوح عنایت فرمائے اور دین و ملت کی تادیر خدمت کرنے کا موقع عطا کرے آمین۔

احقر: مقبول احمد توکانوی

www.ziaraat.com



نام، کنیت اور القاب

اظہار اسلام سے پہلے کتب تواریخ و احادیث میں آپ کے وہ نام زیادہ نظر آتے ہیں ماہہ اور روزبہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کا نام ماہہ تھا اور بعض کہتے ہیں روزبہ تھا ہمارے نزدیک روزبہ زیادہ معتبر ہے۔ ان دونوں ناموں کے علاوہ بھی لوگوں نے آپ کے نام لکھے ہیں مثلاً ماہویہ، بیہود اور حمد اللہ متوفی نے آپ کا نام ناہیہ بتایا ہے لیکن یہ زیادہ مشہور نہیں ہیں۔

اظہار اسلام کے بعد آنحضرت نے آپ کا نام سلمان اور امیر المومنین علیہ السلام نے مسلسل رکھا تھا۔

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ، ابوالبنات اور ابوالمرشد ہے اور سلمان خیر و سلمان محمدی کے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں آپ خود اپنے کو سلمان ابن اسلام کہتے تھے۔

آپ کے سر کے بال گھنے، کان لمبے اور رازقہ آدمی تھے اس لیے **صلیب** اس ایرانی بنیت کو دیکھ کر لوگ گرگ، آہر گرگ، آہر کہتے ایک مرتبہ گورزی کے زمانہ میں اس شان و شوکت سے نکلے کہ سواری میں بلا زین کا گدھا

عہ یہ ان کے ایک شعر کا نام دگر گان اٹھاسی کی طرف نسبت دے کر بکھارے جاتے تھے۔

تھا۔ لباس میں ایک تنگ اور سجی ہوئی قمیض تھی جو سواری پر سے کسی وجہ سے
 اٹھ گئی تھی جس سے گھٹنے بھی نہ چھپتے تھے۔ ٹانگیں کھلی ہوئی تھیں لڑکے
 اس ہدیت کذائی میں دیکھ کر ان کے پیچھے لگ گئے، لوگوں نے یہ طوفان
 بدتمیزی دیکھا تو ڈانٹ کر ان کو ہٹایا کہ اٹمیر کا بیچھا کیوں کرتے ہو۔
 (ابن سعد جز ۴ ص ۶۷)

سبیل سکینہ
 محمد باولیف آباد پونٹ نمبر ۸۱-۸۱

حسب و نسب

آپ ایرانی النسل ہونے کے باعث سلمان فارسی کے جاتے ہیں بعض نے رامہرز، بعض نے حتی جو اصفہان کا ایک شہر ہے آپ کا اصل وطن بتایا ہے ابن شہر آشوب اور علامہ توری نے آپ کو شیرازی لکھا ہے اور وہ روایت نقل کی ہے جو خود جناب سلمان فارسی نے امیر المومنین علیہ السلام سے اپنے ایمان کے بارے میں بیان کی ہے جو آئندہ نقل کی جائے گی۔

اگرچہ مذہب اسلام میں ظاہری حسب و نسب کی ایمان اور عمل کے مقابلہ میں کوئی وقعت اور حیثیت نہیں ہے لیکن اس اعتبار سے بھی آپ ایک بلند شخصیت کے مالک ہیں آپ کے والد شیراز کے صاحب دولت و ثروت مالک مکانات و جائداد ہقان تھے لیکن مذہباً آتش پرست (مجوسی) تھے اس لیے آپ نے ہمیشہ اس دنیاوی عزت کو دین کے مقابلہ میں ہٹھ سمجھا۔

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے ماہ بن بوذرخشان بن مورثمان بن بہوزدان بن قیرور بن شہرل شاہ آپ کی اولاد سے ہیں۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۳۴)

اکمال الدین میں آپ کے والد کا نام خشووزان اور بعض لوگوں نے

شہنشاہ منوجیر کی اولاد سے بتایا ہے آپ کے والد کے نام کے بارے میں روایات کی کثرت تائید کرتی ہے کہ بدخشاں تھا اور آپ ایران کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

لیکن آپ نے اس ظاہری نسب و حسب پر کبھی فخر نہیں کیا بلکہ اگر کبھی کسی بچے والے نے آپ سے آپ کے نسب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ میں سلمان بن اسلام ہوں۔

سدر صیرفی نے اپنے باپ سے ابو انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز اصحاب رسولؐ بیٹھے ہوئے اپنے حسب و نسب کا ذکر کر کے اس پر فخر و مباہات کر رہے تھے سلمانؓ بھی ان کے درمیان تشریف فرما تھے حضرت عمرؓ نے طنزاً آپ کی طرف مخاطب ہو کر کہا سلمان تمہاری اصل اور نسب و حسب کیا ہے آپ نے جواب دیا انا سلمان بن عبد اللہ کنت سالاً فهدانی اللہ بہ حمد و کنت عائلاً فاغنانی بہ حمد و کنت سملوگاً فاعتقنی اللہ بہ حمد فہذا حسبی و نسبی یا عمر

ترجمہ:- میں سلمان خدا کے بندہ کا بیٹا ہوں میں گمراہ تھا اللہ نے اپنے حبیب محمدؐ کے ذریعہ میری ہدایت فرمائی اور میں منقلب تھا اللہ نے محمدؐ کی وجہ سے مجھے مالدار کر دیا اور میں غلام تھا اللہ نے محمدؐ کے ذریعہ مجھے آزاد کر دیا اے عمر یہ ہے میرا حسب و نسب۔ (مجلس المؤمنین ص ۱۸۵)

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سلمانؓ سے ایک شخص کی نزاع ہو گئی اس نے اپنے حسب و نسب پر نماز اور سلمانؓ کی تحقیر کرنے کی عرض

سے آپ سے کہا کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں جناب سلمانؓ نے جواب دیا کہ تیری اور میری خلقت لفظ (گنزدہ) سے ہے اور تیرا اور میرا انجام موت ہے جب قیامت برپا ہوگی اور میزان عدل نصب کیا جائے گا تو اس دن دیکھتا جس کے اعمال کا پلہ وزنی ہوگا وہ کریم ہے اور جس کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ کفریم بہت زیادہ نکل کرنے والا ہے۔ (کتاب نصاب التعمیر)

آنحضرتؐ کی بخت سے پہلے عربوں میں قومی، ملکی، لونی اور فاندانی عصبیت بہت زیادہ پائی جاتی تھی عربی غیر عربی پر فخر کرتا تھا اور قریشی غیر قریشی پر۔ رسول اسلامؐ نے اس عصبیت کو لاحقہ طعنہ بی عملی الجہمی دلائل قریشی علیٰ غیور قریشی ان المؤمنون اخوة کہہ کر مٹا دیا تھا صرف تقویٰ کو بزرگی اور عزت کا معیار قرار دیا تھا لیکن بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جن کے دلوں سے ایام جاہلیت کی وہ قومی و ملکی عصبیت ایمان لانے کے بعد بھی ختم نہیں ہوئی تھی جناب سلمانؓ ایسے لوگوں کا جو اسلام لانے کے بعد بھی اپنے عربی ہونے پر فخر کرتے تھے مٹھا اڑایا کرتے تھے اور ان کے ایمان و عمل کی حقیقت کو واضح کرتے رہتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت عمرؓ سے ان کی دختر نیک اختر کے بارے میں عقیدگی خواہش کا ہر کی حضرت عمرؓ نے انکار کر دیا لیکن بعد میں آپؐ پشیمان ہوئے اور چلایا کہ اپنی حاجت رادی کا عقیدہ آپؐ سے کرویں سلمانؓ نے کہا اب مجھے ضرورت نہیں ہے میرا مطلب تو صرف اتنا تھا کہ دیکھوں جاہلیت اور کفر کے زمانے کی عصبیت تمہارے دل سے نکل گئی ہے یا ابھی باقی ہے؟ سو معلوم ہو گیا کہ وہ تمہارے اندر ابھی موجود ہے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱)

تعلیم و تربیت

آپ کے والدین کو آپ سے حد درجہ انس و محبت تھی ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھتے تھے اگرچہ آپ کے علاوہ بھی آپ سے بڑا ایک لڑکا موجود تھا (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۹۹) اسلئے خود فرماتے ہیں کہ میں ان کو تمام خلائق میں سب سے زیادہ محبوب تھا انھوں نے مجھے گھر میں مثل لڑکیوں کے بٹھایا اور پرورش کیا تھا۔ (ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۱۱)

من مشغور کو یہو بچنے کے بعد والدین نے آپ کو بغرض تعلیم شیراز کی ایک مجوسی درسگاہ میں داخل کر دیا اس زمانہ کے رواج کے مطابق درسگاہوں کے معلم جو موبد و راسب کہلاتے تھے ترقی و اُتار کے علاوہ صحف ابراہیم، تورات، موسیٰ اور انجیل عیسائی کی بھی تعلیم دی جاتی تھی چنانچہ جناب سلمان فارسیؓ نے ایک مدت تک شیراز کی مختلف درسگاہوں میں ان کتابوں کی تعلیم حاصل کی ان کتابوں میں چونکہ بعثت محمدی کی بشارت اور آنحضرتؐ کے فضائل و مناقب کا مفصل تذکرہ موجود تھا لہذا آپ کے دل میں بتائید ایزدی اسلام اور پیغمبر اسلام

عہ اس زمانہ میں ایرانی عقائد کے مطابق یہ آسمانی کتابیں تھیں۔

کی قیمت پیدا ہونا شروع ہوئی جس قدر یہ مطالعہ بڑھتا گیا اسی قدر یہ عشق ترقی کرتا گیا تا اینکہ محرمیت سے ان کو قطعاً نفرت و بیزاری ہو گئی۔

ایک بار وہ اپنے وطن میں موجود تھے کہ ایک مجوسی عید آگئی لوگ مذہبی رسوم ادا کرنے کے لیے عید گاہ کی طرف جاتے تھے آپ کے والد بھی قدیم دستور کے مطابق تیار لباس پہن کر چلنے کے لیے تیار ہوئے اور آپ سے بھی چلنے کے لیے کہا اول تو آپ نے چلنے سے انکار کر دیا لیکن جب زیادہ تجبور کیا گیا تو ساتھ ہو لیے جو کام دل سے نہیں ہوتا اس میں لذت بھی نہیں آتی سب لوگ عید گاہ میں خوش خوش نظر آتے تھے مگر آپ رنجیدہ تھے ماں باپ نے ان سے کہا تم ایسا کیوں نہیں کرتے آپ نے جواب دیا میں اہل سب تو نہیں بنا سکتا صرف اتنا کہ سکتا ہوں کہ میرا دل ان مذہبوں کی رسوم کی ادائیگی کے قابل نہیں ماں باپ مجھ پر بات ناگوار معلوم ہوئی اور جب عید گاہ سے واپس ہونے تو بہت کچھ ڈاٹھا ڈیا مگر آپ کے دل پر ان کی خفگی کا کوئی اثر نہ ہوا۔

ماں باپ نے آخری حجت تمام کرنے کے لیے پھر ایک روز رکھا یا اور نرم و گرم دونوں طریقے استعمال کیے لیکن انھوں نے صفائی کے ساتھ کدیا کر میں ایک ایسے نبی کی آمد کا منتظر ہوں جو اخلاق کو عمیہ اور صفات پرندہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا اور جنوں کی پرستش سے منع کرے اس واحد دیکھتا خدا کی پرستش اور عبادت کا شوق دلائے گا جو جسم و جسمانیات اور مکان و کانیات سے منزہ و مبرا ہے میں آفتاب کو خدا سمجھ کر کبھی سجدہ نہیں کر سکتا۔ یہ جواب سکر والدین غصہ میں آگ بگولا ہو گئے اور اسی روز اس بزرگ پرندہ خدا کو ایک گہرے کنویں میں

قید کرو یا دن بھر میں صرف ایک روٹی کھانے کو اور ایک پیالہ پانی پیئے کو دیا
 جاتا تھا جب قید کی مدت کو طول ہوا تو آپ نے رو رو کر درگاہ الہی میں دعا
 کی کہ میں میں ایک نورانی بزرگ نے اگر اس مصیبت سے نجات دلائی اور ایک
 دیر میں لا کر چھوڑ دیا ان نورانی بزرگ کے غائب ہو جانے کے بعد آپ دیر کے
 اندر گئے، چونکہ رامپور نے آپ کا نام لیکر بلایا اور وہ لوح طلب کی جو آپ کے
 پاس تھی۔ (دینی کہانیاں حصہ ۶ ص ۶۷۷)

تلاشِ حق

جناب سلمانؓ نے روحانی کمالات اظہارِ اسلام سے پہلے اس حد تک حاصل کر لیے تھے کہ اتردی تائید ان کے سر پر سایہ فلک تھی و در بخت آنحضرتؐ بلکہ پیدائشِ ظاہری سے بھی بہت پہلے اچھے پر ایمان لے آئے تھے ان کی نصیحت و نذیر و نثرِ رضیٰ گئی آنحضورؐ ہنگام بھی آہی گیا جبکہ انھوں نے اپنے محبوبؐ کی تلاش و جستجو اور ان کی زیارت کے اشتیاق میں تمام آنے والے مصائب کا مقابلہ کرنے کے لیے کمر ہمت یا ندھلی اور وطن سے غربت اور آزادی سے غلامی کے مرحلوں سے گذرتے ہوئے سو میدارِ رسولؐ خدا کے لیے تیار ہو گئے وہ اپنے ایمان لانے کی داستان خود بیان فرماتے ہیں -

میرے والد صاحب جائیداد اور مالک مکانات تھے انھوں نے ایک دن مجھ سے کہا اے فرزند تم دیکھتے ہو میں یہاں مشغول ہوں تم باہر کھیتوں پر چلے جاؤ لیکن وہاں ٹھہرنا نہ جانا کہ میں جائیداد کا خیال چھوڑ کر بھاری فکر میں پڑ جاؤں میں کھیتوں کے دیکھنے کے لیے نکلا اور نصرانیوں کے گرجا کے پاس سے ہو کر گزرا اور وہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں ان کو دیکھنے لگا مجھے ان کا یہ طریقہ عبادت بہت پسند آیا اور میں نے اپنے دل میں کہا بخدا یہ ہمارے دین سے بہتر

ہے میں ان کے پاس کھڑا ہوا ان کی عبادت دیکھ رہا تھا کہ آفتاب غروب ہو گیا
 نہیں کھینٹوں پر ہونچا اور نہ باپ کی طرف لوٹ کر آیا والد نے میرے آنے
 میں تاخیر ہو جانے پر قاصدوں کو بلانے کے لیے بھیجا میں نے نصاریٰ سے پوچھا
 کہ اس دین کی اصل کہاں ہے لوگوں نے جواب دیا کہ شام میں۔

میں اپنے گھر واپس آیا میرے والد نے مجھ سے پوچھا اے فرزند میں نے
 تمہارے بلانے کو قاصد روانہ کئے تھے میں نے جواب دیا کہ میں ایسی قوم کے
 پاس سے آ رہا ہوں جو گرجا میں نماز پڑھ رہے تھے مجھ کو ان کا دین پسند آیا
 اور میں نے جان لیا کہ ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے میرے والد نے کہا
 - بھراہر گز نہیں! ان کو میری طرف سے اندیشہ ہوا اور انھوں نے مجھ کو قید
 کر دیا میں نے نصاریٰ سے کھلا بھیجا اور میں نے ان سے ان کے دین پر موافقت
 کا اظہار کیا اور ان سے پوچھا کہ جو شخص شام کے جانے کا ارادہ رکھتا ہو مجھ کو
 آگاہ کرو انھوں نے ایسا ہی کیا میں نے میزبوں کو اپنے پیروں سے اتارا اور
 ان کے ساتھ وطن سے شام کے سفر کے لیے نکلا یہاں تک کہ شام میں پہنچا اور
 ان سے ان کے عالم کے بارے میں معلوم کیا انھوں نے اسقف کا نام لیا میں اس
 کے پاس آیا اور اس کو اپنے حال سے آگاہ کیا اور کہا میں تمہاری خدمت
 کروں گا اور تمہارے ساتھ نماز پڑھوں گا میں اس کے ساتھ رہتا تھا لیکن
 وہ اپنے دین میں برا آدمی تھا وہ لوگوں کو صدقہ کا حکم دیتا اور خود اسے واسطے
 ذخیرہ کر لیتا تھا اس طرح اس نے سات مٹکے سونے اور چاندی سے بھر کر جمع
 کر لیے تھے جب وہ مر گیا میں نے لوگوں کو اس کے حال سے آگاہ کیا ان لوگوں نے اس

لاش کو لٹکا کر شگسار کیا اور دفن نہیں کیا پھر میں نے ان لوگوں کو اس کا مال بتا دیا ان لوگوں نے اس کی جگہ پر ایک بڑے دیندار کراہد اور آخرت میں رغبت رکھنے والے شخص کو بٹھا دیا خدانے اس کی محبت میرے دل میں ڈال دی یہاں تک کہ اس کے مرنے کا وقت آگیا اور میں موصل میں چلا آیا اور اس شخص سے جس کا ذکر مرنے والے نے مجھ سے کیا تھا ملا اور اس کو اپنے حال سے آگاہ کیا میں نے اس شخص کو اسی کے طریقہ پر پایا اور جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا مجھ کو وصیت کر اس نے کہا میں کسی کو نہیں جانتا جو میرے طریقہ پر موائے ایک شخص کے جو عموریہ میں رہتا ہے میں عموریہ میں آیا اور اس کو اپنے حال سے آگاہ کیا اس نے مجھ کو ٹھہرنے کا حکم دیا یہاں میرے پاس مال دنیا سے کچھ جمع ہو گیا تو میں نے کچھ بکریاں اور گائیں خریدیں جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا مجھ کو اب کس کے پاس جانے کی وصیت کر تلے اس نے جواب دیا کہ اس وقت کسی کو نہیں جانتا جو ہماری جیسی حالت پر ہو لیکن اس بنی کا زمانہ تم سے قریب ہے جو دین حلیفہ ابراہیم پر معوث ہو گا۔ اس کی سبقت کی جگہ بگوروں والی زمین ہے اور اس میں کھلی ہوئی اُتھانیاں اور علامتیں ہیں اس کے دونوں نشانوں کے درمیان مہربوت ہے وہ ہدیہ کھاتا ہے صدقہ نہیں کھاتا پس اگر تم سے ہو سکے تو اس کے پاس پہنچ جاؤ وہ یہ کہہ کر گیا۔

عرب کے بنی کلب کا قافلہ میرے پاس سے ہو کر گزرا میں نے ان سے ساتھ چلنے کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ میں اپنی گائیں اور بکریاں تم کو

دیدوں گا تم مجھ کو اپنے شہر کی طرف لے چلو وہ مجھے وادی القریٰ کی طرف لے گئے اور مجھ کو ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ میں نے کھجوروں کے درختوں کو دیکھ کر جان لیا کہ یہ وہی شہر ہے جس کی صفت مجھ سے بیان کی گئی ہے میں اپنے منتر (آقا) کے پاس رہا۔ اس کے پاس قبیلہ بنی قریظہ کا ایک شخص آیا اور اس نے مجھ کو اس سے خرید لیا وہ مجھ کو مدینہ لیکر آیا میں اس شخص کے پاس اس کی کھجوروں میں کام کرتا تھا اسی اثنا میں خدائے اپنے نبیؐ کو مبعوث کر دیا لیکن میں اس سے غافل رہا اور اطلاع نہ مل سکی یہاں تک کہ آپ مدینہ میں تشریف لے آئے اور قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں انزلے میں کھجور کی چوٹی پر تھا کہ میرے مالک کا بھتیجا آیا اور اس نے کہا اے فلاں خدا بنی قبیلہ کو ہلاک کرے میں ابھی ان کے پاس سے ہو کر گزارا وہ لوگ ایک شخص کے پاس جو مکہ سے آیا ہے اور اپنے کو بنی کہتا ہے جمع ہیں۔

خدایا میں یہ سن کر خوش ہو گیا اور مادے خوشی کے درخت پر کانپنے لگا قریب تھا کہ شیخ گرجاؤں میں جلدی سے درخت سے اتر اور دریافت کیا کہ یہ کیسی خبر ہے میرے مالک نے ایک گھونسا مارا اور کہا تم کو ان سے کیا مطلب تم اپنا کام کر دینا اپنا کام کرتے لگاتار ہوئی تو میں نے کچھ کھجوریں جمع کیں اور ان کو سیکر آنحضرتؐ کے پاس آیا آپ اپنے اصحاب کے ساتھ قبائیس تھے میں نے کہا میرے پاس کچھ جمع ہو گیا ہے چاہتا ہوں اس کو صدقہ کر دوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب محتاج ہیں۔ میں آپ لوگوں کو اس کا مستحق زیادہ جانتا ہوں یہ کہہ کر اس کو آپ کے

سامنے لکھ دیا آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ وہ لوگ کھاتے لگے میں نے اپنے دل میں کہا یہ ایک نشانی پوری ہوئی میں وہاں آیا اور آپ بھی قیاسے مزینہ چلے آئے میں نے کچھ اوجھ کیا اور اس کو آپ کے پاس لیکر گیا اور کہا میں نے آپ کی بزرگی کو دوست رکھا اور اب یہ ہدیہ لیکر حاضر ہوا ہوں یہ صدقہ نہیں ہے آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اصحاب کے ساتھ آپ نے بھی کھایا میں نے کہا یہ دو نشانیاں ہوئیں اور واپس آیا پھر میں آپ کے پاس گیا اس وقت آپ ایک جنازہ کے ساتھ بقیع کی طرف تشریف لیے جا رہے تھے آپ کے گرد و پیش آپ کے اصحاب تھے میں نے سلام کیا اور پھر کو آپ کی نشت میں مہر نبوت دیکھے لگا آپ نے میرا ارادہ معلوم کر کے چادر اتار دی میں نے مہر نبوت کی زیارت کی اور اس کو بوسہ دے کر رونے لگا آپ نے مجھ کو اپنے سامنے بٹھایا میں نے آپ سے اپنا کل حال بیان کیا جس طرح اسے ابن عباس میں تم سے بیان کرتا ہوں آپ نے اس کو پسند کیا اور چاہا کہ اپنے اصحاب کو بھی یہ خبر سنائیں۔

میں بدر اور احد میں اپنی غلامی کی وجہ سے آپ کے ساتھ شریک ہونے سے منع و ربا آپ نے مجھ سے فرمایا اے سلمان تم مکاتب بن جاؤ یعنی اپنے مالک کو کچھ معاوضہ دے کر اپنے کو آزاد کرالو میں اپنے مالک سے کہتا تھا لیکن وہ کسی طرح رضا مند نہ ہوتا تھا ایک دن میں نے اس سے تین سو درخت خرما لگانے اور چالیس اونقبہ سونے پر کتابت کر لی آنحضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی کھجور کے درختوں سے دو کرو لوگوں نے پانچ پانچ

دس دس درختوں سے میری مدد کی تین سو درخت میرے پاس جمع ہو گئے اور آپ نے مجھ سے فرمایا ان کے واسطے تھا لے کھو دو اور ان کو بٹھاؤ نہیں میں ان کو اپنے ہاتھ سے بٹھاؤں گا میں نے تھا لول کو کھو دا اور صحابہ نے میری مدد کی جب میں فارغ ہو گیا اور آپ کے پاس آیا تو میں آپ کو درست لاکر دیتا تھا اور آپ اس کو بٹھاتے اور مٹی برابر کرتے جاتے تھے آپ لٹکا کر داپس آ گئے خدا کی قسم ان درختوں میں سے ایک بھی ضائع نہیں ہوا اب صرف سونا باقی رہ گیا تھا آنحضرت ﷺ ہوئے تھے کہ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لایا جو اس کو کسی کان میں ملا تھا آپ نے فرمایا مسکین سلمان فارسی کو بلاؤ میں حاضر خدمت ہوا آپ نے وہ سونا مجھے دیا اور فرمایا کہ اس کو ادا کر دے میں نے کہا یا رسول اللہ جو کچھ مجھے ادا کر تلے اس کو یہ کہاں پورا کر سکتا ہے ابو الطیف نے سلمان سے روایت کی ہے کہ رسول نے سونے کے انڈے سے میری مدد فرمائی تھی اگر میں اس کو کوہ احد سے وزن کرتا تو وہ اس سے بھاری ہوتا۔ (ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۲۲-۱۲۳)

اکمال الدین اور روضۃ الواعظین میں محمد القتال سے مروی ہے کہ ایک دن قبر رسول کے پاس صحابہ پیغمبر ﷺ ہوئے تھے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب نے جناب سلمان فارسی سے ان کے ایمان لانے کا سبب دریافت فرمایا آپ نے جواب دیا میں شہر اذ کے ایک وہقان کا لڑکا ہوں میرے والد مجھ سے بہت محبت و الفت کرتے تھے۔

ایک دن عید کے موقع پر میرا گزرتا ہوا (دیر کی طرف ہوا۔ وہاں ایک

شخص کو کہتے ہوئے سنا اشهد ان لا الہ الا اللہ وان عیسیٰ روح اللہ وان
 محمد اٰ حبیب اللہ۔ محمد کا نام سنتے ہی میرے رگ و پے میں محبت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیوست ہو گئی جب میں گھر واپس آیا تو ایک نوشتہ
 میں نے اپنے مکان کی چھت میں معلق دیکھا میں نے ماں سے اس کے بارے میں
 دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اس کے قریب نہ جانا اس لیے کہ اگر تیرے باپ کو
 معلوم ہو گیا تو وہ تجھے قتل کر ڈالے گا۔ میں اس وقت خاموش ہو گیا لیکن جب
 رات کی تاریکی چھا گئی تو میں نے وہ تحریر وہاں سے لے لی اور پڑھنا شروع کیا
 اس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا عہد من اللہ انی ادم انہ خالق
 من صلیہ نبیا یقال لہ محمد یا مریم کرم الاخلاق وینھی عن عبادة
 الادوات یاں ورن بد اتنت وھی عیسیٰ فامین وان ترک المجوسیة

بسم اللہ الرحمن یہ عہد نامہ ہے اللہ کی طرف سے آدم کے لیے کہ میں ان کے
 صلب میں ایک نبی کو پیدا کرنے والا ہوں جس کا نام محمد ہو گا وہ مکارم اخلاق
 کی تعلیم دے گا اور لوگوں کو بت پرستی سے روکے گا اے روزیہ مسلمان کا پہلا
 نام اوصی عیسیٰ کے پاس آ کر ایمان لا اور مجوسیت کو چھوڑ دے۔

سلمان کہتے ہیں کہ اس سے قبل میں عربی زبان سے بالکل واقف نہ تھا
 اللہ نے اسی دن مجھے عربی سے واقف کر دیا اور میں عربی کا عالم ہو گیا اس عہد نامہ
 کو پڑھ کر مجھ پر بخلی سی گر گئی میں یہ پڑھ کر حیران رہ گیا اور گھر سے تلاش حق
 میں نکل جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ جب میرے ماں باپ کو پتہ چلا کہ میں گھر سے
 جانے والا ہوں تو انھوں نے پہلے تو سختی کی پھر مجھے ایک گھرے کنویں میں

ڈال دیا اور کہا کہ اگر تو اپنے آبائی دین سے پٹ گیا تو ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے انھوں نے آب و طعام میرے اوپر تنگ کر دیا جب میرے اوپر یہ مصیبت آئی اور مدت طولانی ہوئی تو میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے وہی (حضرت علیؓ) کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کی کہ مجھے اس بلا سے نجات دے لیں ایک شخص سفید پوش میرے پاس آیا اور کہا کہ اے روز بہ تیار ہو جا اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور کنوئیں سے باہر نکال لایا ایک راہب کے دیر میں لے آیا اور غائب ہو گیا میں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان علیٰ روح اللہ وان محمد حبیب اللہ اس راہب نے کہا اے روز بہ تو میرے پاس رہا کر (معلوم ہوتا ہے کہ راہب کو بھی پہلے سے کسی غیبی طاقت نے اطلاع کر دی تھی) میں دو سال اس کے پاس رہا جب وہ مرنے لگا تو مجھ سے راہب انطاکیہ کے بارے میں وصیت کی کہ میں اس کے پاس چلا جاؤں اور کہا کہ میرا اس سے سلام کہنا اور یہ لوح اس کو دیدیتا لیں میں وہاں گیا اور دو سال اس کی خدمت میں رہا جب وہ مرنے

لے انطاکیہ روم کا ایک بہت بڑا شہر جو تہر جرجان کے کنارے واقع ہے۔ رومیوں نے اس کا نام اللہ کا شہر تعظیماً رکھا تھا اس کو ام المدین (شہر دل کی ماں) بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ ان کے نزدیک یہ پہلا شہر ہے جہاں سے دین عیسوی ظاہر ہوا ہے یہ روم کی کرسیوں میں سے ایک کرسی کہا جاتا ہے حبیب التجار کی مسجد اور اس کی قبر بھی اسی شہر میں ہے جس کی زیارت کے لیے لوگ جاتے ہیں یہ وہ قریب ہے جہاں اللہ نے تمون اور یوحنا کو بھیجا تھا۔

(نقص الرضیٰ)

لگا تو اس نے راہب اسکندریہ کے بارے میں وصیت کی اور کہا اس کو میرا اسلام
 کہنا اور یہ لوح اس کو دیدینا۔ جب میں اس کی تجیز و تکفین سے فارغ ہوا تو
 وہاں یہونچا اور صومعہ میں آیا اور اشھد ان لا الہ الا اللہ وان سبیلی
 روح اللہ وان محمد حبیب اللہ لیس دو سال اس کی خدمت میں رہا جب وہ
 مرنے لگا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب تو مجھے کس کے پاس چھوڑتا ہے؟
 اس نے جواب دیا کہ میں کسی سے واقف نہیں ہوں جو میرا ہم مسلک ہو البتہ
 ولادت محمد مصطفیٰ کا زمانہ قریب ہے جب تو ان کی خدمت میں وارو ہونا تو
 میرا سلام کہنا اور یہ لوح ان کو دیدینا جب میں اس کے دفن سے فارغ ہوا
 تو وہاں سے چل دیا اور ایک قوم کے ساتھ رہنے لگا جو مکاری کو قتل کر کے
 اس کا گوشت کھاتے تھے اور مجھ سے بھی کھانے کے لیے کہتے تھے میں نے کہا
 میں مرد راہب ہوں گوشت نہیں کھاتا پھر وہ شراب پیش کرتے تو میں اس کو
 بھی قبول نہ کرتا اس پر انھوں نے مجھے خوب مارا میں نے اس خوف سے کہ مجھے
 قتل نہ کر دیں ایک شخص کی غلامی قبول کر لی اس نے مجھے اس قوم سے نکال کر
 ایک یہودی کے ہاتھ تین سو درہم میں فروخت کر دیا اس یہودی نے میرا

نہ اسکندریہ مصر کا قاہرہ کے شمال مغرب کی سمت دریا کے کنارے مشہور شہر ہے اس کو قیلقوس
 یونانی نے تعمیر کرایا تھا اس میں ایک منارہ تھا جو دنیا کی سنگ مرمر کی سات مشہور
 عمارتوں میں سے ایک تھا اور جو دریا کے مندر میں سومیل کے قافلہ سے دکھائی دیتا تھا۔
 (نفس الرحمن مؤلفہ علامہ توری)

قہر معلوم کیا تو میں نے اس سے کہا کہ میرا سوائے اس کے اور کوئی قصور نہیں
 ہے کہ میں محمدؐ اور ان کے وصی (علیؑ) کا دوست ہوں یہودی نے یہ سن کر کہا میں
 تیرا اور محمدؐ دونوں کا دشمن ہوں اس نے مجھے اپنے گھر کے دروازہ کے باہر
 نکال دیا جہاں ریت کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ اس ریت
 کو صبح تک یہاں سے اٹھا کر پھینک دے ورنہ میں قتل کر دوں گا۔ میں نے
 رات بھر اسے اٹھا مگر ختم نہ ہوا میں نے اللہ سے دعا کی ناگاہ ایک آنکھی
 آئی اور اس ریت کو اٹھانے لگی جب یہودی نے صبح کو دیکھا تو کہا تو جادوگر
 ہے میں تجھ سے ڈرتا ہوں اس شخص نے مجھے ایک عورت کے ہاتھ میں کا نام
 حبیبہ تھا (تہذیب التہذیب ج ۴ صفحہ ۱۲۵) فروخت کر دیا اس کا ایک باغ
 تھا اس نے اس کی نگرانی میرے سپرد کی ایک دن سات آدمی جاں آئیے
 جن کے سروں پر ابرسایہ فگن تھا ایک حضرت محمد مصطفیٰؐ دوسرے علی مرتضیٰؑ
 تیسرے ابوذرؓ چوتھے مقدادؓ پانچویں عقیل چھٹے حمزہ اور ساتویں زبیر
 میں نے ان کے سامنے کچھ خرے رکھے اور کہا یہ صدقہ ہے بس رسولؐ نے
 اصحاب کو سوائے علیؑ ابن ابی طالب کے کھانے کا حکم دیا میں نے ان کو کھایا
 لیکن آپؐ اور آپ کے بھائی نے بھواتک نہیں پھر میں نے ایک طبق خرموں
 کا پیش کیا اور کہا یہ ہدیہ ہے وہ انھوں نے بسم اللہ کہہ کر کھالے میں نے اپنے
 دل میں کہا دو علامتیں تو ابر کا سایہ فگن ہونا اور صدقہ حرام ہونا ظاہر ہو گئیں
 اب میں تیسری علامت کی تلاش میں حضرت کے پیچھے آیا آپ نے فرمایا اے
 روزیہ کیا مہر نبوت کی تلاش ہے یہ فرما کر آپ نے اپنے شانے کھول رکھے اور

میں نے مہر نبوت کی زیارت کر لی آپ کے قدموں پر گر پڑا اور آپ کا دین قبول کر لیا آنحضرت نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنی مالکہ کے پاس جا کر کہو کہ محمد بن عبداللہ پوچھتے ہیں کہ تم اپنے غلام کو فروخت کرنا چاہتی ہو میں نے اپنی مالکہ کے پاس جا کر آپ کا پیغام پہنچایا اس نے جواب دیا میں چار سو درخت خرما پر فروخت کر سکتی ہوں جن میں دو سو ایسے ہوں جن پر سرخ رنگ کے خرے آئیں اور دو سو ایسے ہوں جن پر زرد رنگ کے خرے آئیں میں نے آپ کو اگر مطلع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے آپ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ اسے علیؑ چار سو گھٹلیاں جمع کر کے ان کو بودو اور سیراب کر دو۔ حضرت علیؑ نے حکم کی تعمیل کی درخت خرما فوراً ہی جوان ہو کر پھل دیتے گئے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اب جا کر اس سے کہو کہ تیری خواہش پوری ہوگئی اب ہماری چیز ہمارے حوالہ کر اس نے آکر کہا کہ میں اس وقت تک فروخت نہ کروں گی جب تک یہ خرے زرد رنگ کے نہ ہو جائیں ہیں بہر اہل امین آئے اور اپنے پیوں سے درختوں کے پھلوں کو مس کیا وہ فوراً زرد رنگ ہو گئے اس عورت نے کہا مجھے محمدؐ اور کچھ سے زیادہ یہ خرے کے درخت پسند ہیں اور میں نے کہا مجھے آج کچھ سے اور دنیا کی ہر چیز سے محمدؐ زیادہ محبوب ہیں پس رسول نے مجھے آزاد کر دیا اور میرا نام سلمان رکھ دیا۔ (ابن شہر آشوب، قتالہ ۱۲)

جناب سلمانؓ کے عشق رسولؐ میں وطن چھوڑنے اور ایمان لانے والی روایت کو ہم نے دو کتابوں کے حوالہ سے نقل کیا ہے پہلی روایت نہ صرف اسداغابہ بلکہ اہلسنت کی تمام کتابوں میں اس طرح نقل کی گئی ہے جن میں ہماہ

فی تیز الصیاب، استعیاب اور طبقات ابن سعد قابل ذکر ہیں روایت جناب ابن عباس سے نقل کی گئی ہے اور دوسری روایت مناقب ابن شہر آشوب کے علاوہ تمام شیعہ کتب حیات القلوب نفس الرحمن فی فضائل سلمان، بحار التوارکمال الدین، روضۃ الواعظین وغیرہ میں بھی اسی طرح درج ہے۔

چند باتوں میں اختلاف ہے ۱۱ کتب اہل سنت میں اس لوح کا تذکرہ نہیں ہے جس میں آنحضرت کی نبوت کی پیشین گوئی (۱۲) محبت رسول کے ساتھ وحی رسول کا تذکرہ نہیں ہے جو تمام شیعہ کتب میں موجود ہے (۱۳) کتب اہل سنت میں ہے کہ آپ نے چندہ کر کے آپ کو آزاد کرایا اور کتب شیعہ میں ہے کہ آپ نے باعجاز رخت خراما لگائے اور قیمت ادا کی (۱۴) اسد الغابہ اور دوسری اہل سنت کی کتابوں میں ہے کہ آپ مدینہ میں ایمان لائے اور مناقب اور دوسری شیعہ کتابوں میں ہے کہ آپ نے مکہ میں اظہار اسلام فرمایا۔

مجھے یقین ہے کہ ناظرین کے لیے اب وجہ اختلاف معلوم کرنے میں سہولت ہوگی ہوگی چونکہ تاریخیں ان حکومتوں کے اشاروں پر لکھی گئیں جو علیؑ اور اولاد علیؑ کی دشمن تھیں ان کی یہ کوشش رہی کہ جہاں بھی علیؑ اور اولاد علیؑ کی کوئی فضیلت ظاہر ہوتی ہو اس کو مٹا دیا جائے چنانچہ مسلمانوں کے ایمان لانے کے واقعہ کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا تاکہ فضیلت علیؑ پر پردہ ڈالی دیا جائے۔

اور لوح کے تذکرے کو حذف اور مدنیہ میں ایمان لانے کو اس لیے بیان کیا گیا کہ لوگوں کی سبقت ایمانی باقی رہے۔

اسلامی سبقت

مومنین نے مسلمان کے مدینہ میں ایمان لانے کی حکایت اس لیے وضع کی کہ آپ کا اگر مکہ میں ایمان لاتا بیان کیا جاتا تو پھر لوگوں کی سبقت اسلامی پابش پابش ہو جاتی حالانکہ شیعوہ سنی اختلاف کے باوجود بھی امیر المومنین علیؑ کے بعد سبقت مسلمان ہی کو حاصل رہتی ہے فرق اتنا ہی رہتا ہے کہ شیعوہ کتب میں ہے کہ وطن ہی میں آپؐ عنایتاً ایمان لے آئے تھے اور سنی کتب میں ہے کہ عمرو بن عبد شمس نے آپؐ کو فریاد کیا کہ تمہارا رب تمہاری قوم کی وصیت کے بعد سے آنحضرتؐ کی محبت و الفت آپؐ کے دل میں پیدا ہو گئی تھی مگر یہ زمانہ بھی آنحضرتؐ کی ولادت سے پہلے کا ہے۔

درحقیقت جناب مسلمانؐ نے خدمتِ پیغمبرؐ میں حاضر ہو کر اسلام قبول نہیں بلکہ اظہارِ اسلام کیا ہے آپؐ کو سرکارِ دو عالم کی نبوت و رسالت کا یقین قبل ولادت ہی اتنا تھا کہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی حاصل نہ ہو سکا آپؐ کی شخصیت وہ عظیم شخصیت ہے جس نے کبھی رسولِ اسلام کی نبوت و رسالت میں بعثت سے پہلے بھی شک نہیں کیا اور آنحضرتؐ کی ولادت کے بعد بھی ہوجانے اور معجزات دیکھنے کے بعد بھی بار بار شک ہوتا رہا آپؐ اظہارِ اسلام

سے پہلے ہی آنحضرت کے لیے عاشق اور دین الہی کے سچے پیرو تھے آنحضرت ص کی محبت ہی نے ان کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا تھا وہ (ظاہراً) ادا ایمان لانے سے پہلے ہی ایمان کی اس منزل پر فائز تھے کہ بارگاہِ صدی میں ان کی دعا قبول ہوئی تھی اور روزِ کی جاتی تھی۔

تہذیبِ النہج قاضی نور اللہ شوشتریؒ نے لکھا ہے کہ آپ قبل بعثت مکہ معظمہ تشریف لائے اور جب آنحضرت صبعوث برسالت ہوئے تو خدمت میں وارد ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔

بعض مورخین نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ آپ نے اول بعثت میں آنحضرت ص سے ملاقات کی حالانکہ یہ انکار آپ کے حالات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ جب کفار قریش نے آنحضرت ص کے بارے میں یہ کہنا شروع کیا کہ سمان آپ کو تعلیم دیتے ہیں تو خدا نے اس کی رو میں یہ آیت نازل فرمائی: **انہا یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ** اعجمی و هذا لسان عربی صیین۔

قاضی بیضاوی اور ان کے علاوہ جمہور مفسرین نے اس آیت کے محتملات میں جناب سلمان فارسی کو لیا ہے بغیر آپ کو مانگے ہوئے ان کا شبہ کمن نہیں ہوتا۔ (مجالس المؤمنین ص ۱۵۷)

علامہ طبرسی نے بھی آیت انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ کی سلمان فارسی میں وہ مشرکین کہتے تھے کہ قصص کی تعلیم رسول خدا کو معاذ اللہ سلمان نے دی ہے امام ملازی اور دوسرے مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے کہ

جناب سلمان بعثت سے پہلے کہ آگے اٹھے کفار قریش، آنحضرت پر ہمت لگانے
تھے کہ جو کچھ بھی آپ ماضی کی خبریں اور کلام الہی سنا تے ہیں وہ سلمان سے سیکھتے
ہیں پس اس کی مدد خدائے اس آیت سے کی ہے لسان الذی یلحد دن الیہ
اعلیٰ وھذا لسان عربی مبین (نفس الرحمن)

اور عبداللہ بن عقیق نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ سلمان بعثت
سے پہلے کہ آگے اٹھے اور دین حق کی تلاش میں تھے جب آپ مبعوث ہوئے
تو خدمت میں وارد ہو کر مشرت باسلام ہوئے اور جب آنحضرت نے آپ کو
علم و عمل اور اہمیت رائے میں کامل پایا تو ان سے مشورہ کیا کہ دعوت اسلام
کی ابتدا کس شخص سے کریں اس سے آنحضرت کی غرض صرف یہ تھی کہ سلمان کا
باقی انصاف معلوم ہو جائے۔ آپ نے عرض کی کہ ابتدا ابو حنیبل عبد العزیٰ سے
کیجئے جو ابو حمزہ کا بیٹا ہے اور جو عربوں میں بقیہ خواب میں مشرت رکھتا ہے
عرب بقیہ خواب کو غیب کی ایک قسم سمجھتے ہیں اور اس پر اعتماد تمام رکھتے ہیں
اس کے علاوہ وہ شخص عربوں کی تاریخ اور اسباب و وقائع سے باخبر ہے
نیز ان کے بچوں کا معلم بھی ہے وہ لوگ اپنے معاملات میں مشرت کرتے
ہیں اور اس کے دوسو لوگ ان کے دلوں پر اثر ہے۔ اگر یہ شخص آپ کے ہاتھوں
مسلمان ہو گیا اور آپ کی رسالت پر ایمان لے آیا تو آپ کی نبوت کی آواز تمام
عرب میں گونج اٹھے گی، ان اعرابوں کے دل نرم پڑ جائیں گے اور ہدایت
کے لیے مستعد ہو جائیں گے اور اگر کس دوسرے شخص سے ابتدا کریں گے تو
دشمنی ہو جائے گی۔ جب یہ رائے حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب

اور جناب ابوطالب کے سامنے پیش ہوئی تو انہوں نے بھی سلمان کی رلے سے اتفاق کیا آنحضرت نے حضرت ابوبکرؓ سے ملاقات کی اور تدرہ بجاتا لینے کے مقصد سے اسی طرح مائل کر لیا اور ان کے نام ابوالفضل اور عبدالعزیٰ کو تبدیل کر کے ابوبکر و عبداللہ رکھا۔ آنحضرتؐ ہمیشہ اصحاب کے مجمع میں فرمایا کرتے تھے ما سبقکم ابوبکر بصوم ولا صلوة ولكن تبتئذ وقرنی صدراہ ابوبکر نے تم پر روزہ و نماز کے سبب سبقت نہیں کی اس کی سبقت سبب ایک فتح کے تھی جس کا وقار اس کے دل میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت کی محبت ریاست تھی (عیال المؤمنین ص ۸۷/۸۷)

یہ ہے حضرت ابوبکر کے سابقہ الاسلام ہونے کی حقیقت جس پر لوگوں کو بڑا ناز ہے اور یہ ہے جناب سلمان فارسی کی اسلامی سبقت کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں ماکان سلمان جوسیا وکننہ کان مظهر للشرک و مبطنا للایمان سلمان کبھی جوسی نہیں تھے بلکہ وہ ظاہر میں مشرک اور باطن میں مومن تھے علامہ صدوقؒ نے اکمال الدین میں کہا ہے کہ سلمان بدے زمین پر طلب حجت میں پھرتے رہے ایک عالم سے دوسرے عالم اور ایک فقہرہ سے دوسرے فقہرہ سے مخفی علوم میں بحث اور اختیار سے استدلال کرتے تھے چار سو برس سے قیام قائم سید اولکین و آخرین حضرت محمد مصطفیٰ کے منتظر تھے یہاں تک کہ آپ کو ان کی ولادت کی بشارت دی گئی۔

ایک روز کسی شخص نے حضرت امیر المؤمنینؑ سے جناب سلمان کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا اس کا لایمان کا کیا کہنا اس کی طینت

ہماری طبیعت سے ہے اور اس کی روح جاری روح سے ہے خدانے اس کو
 اول و آخر اور ظاہر و باطن کے علم سے منحصر فرمایا ہے اسے شخص ایک دن
 میں خدمت رسول خدا میں حاضر ہوا مسلمان بھی اس وقت موجود تھے ایک
 مرد عرب آیا اور ان کو ان کی جگہ سے ہٹا کر بیٹھ گیا حضرت رسول خدا کو غیظ
 آگیا فرمایا اسے شخص تو نے اس شخص کو ہٹایا ہے جس پر جبرئیل امین خدا کا
 سلام میرے پاس لاتے ہیں تو نہیں جانتا مسلمان ہم سے ہے جس نے اس پر
 ظلم کیا اس نے ہم پر ظلم کیا جس نے اسے اٹھایا اس نے مجھے اٹھایا جس نے اس کو
 اپنے پاس بٹھایا اس نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اے عرب مسلمان کے بارے
 میں دھوکا نہ کھا خدانے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مسلمان کو لوگوں کی موت کے
 اوقات اور امتیازات سے آگاہ کر دوں اور وہ امور تعلیم کروں جو حق کو مائل
 سے جدا کرتے ہیں اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ میرا یہ خیال نہیں تھا کہ
 مسلمان ایمان کے اس درجہ پر فائز نہیں ہیں بلکہ صرف اتنا بلو بھینا چاہتا ہوں
 کہ کیا وہ پہلے نجوسی اہل نشت پرست) نہیں تھے، فرمایا اے عرب تو عجیب عقل
 کا آدمی ہے تجھ سے برابر مسلمان کے فضائل بیان کر رہا ہوں اور تو یہی کہے
 جا رہا ہے کہ مسلمان نجوسی تھے اور بے عقل وہ نجوسی نہ تھے بلکہ شرک کو تفریح کے طور پر
 ظاہر کرتے اور ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱)
 سید المصطفیٰ امین حیدر بن علی الآلی نے کتاب کشکول میں فرمایا ہے کہ
 جناب سلمان آنحضرت کی جستجو کرتے ہوئے مکہ تک پہنچے اور مشرف باسلام
 ہو کر زمرہ ہاجرین میں شامل ہو گئے تھے۔ (مجالس المؤمنین ص ۸۷)

نازیح گزیدہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا انا سابق العرب و صہیب سابق المر دم و سلمان سابق الفرس و بلال سابق الحبش۔ سابقین اسلام چار ہیں میں عرب میں صہیبؓ روم میں سلمانؓ فارس میں اور بلال حبش میں۔

آپ وصی عیسیٰ تھے۔ سلمان نے کہیں سورج کو سجدہ نہیں کیا بلکہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہنے لگے ان کی نماز کے لیے مشرق کی سمت قبلہ قرار دی گئی تھی ان کے والدین یہ سمجھتے تھے کہ وہ سورج کو سجدہ کر رہے ہیں حالانکہ ایسا نہ تھا اوہ جناب عیسیٰ پیغمبر کے وصی تھے آپ کی وصایت اس طرح کی تھی جیسے پیغمبر اسلام نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ہاں میں جناب ام سلمہ کو وصی بنایا تھا اور امام حسین نے انہی بیٹی جناب فاطمہ کبریٰ یا بروایت دیگر اپنی نانی جناب ام سلمہ کو امام زین العابدین علیہ السلام کے حق میں اپنی جانب سے وصی قرار دیا تھا کہ یہ تبرکات میری شہادت کے بعد میرے فرزند زین العابدین کو پہونچا دینا جس طرح جناب ابوطالب وصی ابراہیمؑ و اسمعیلؑ تھے یعنی وہ ان کی کتابوں کے محافظ تھے جناب سلمان کی وصایت بھی ایک امر خاص میں تھی اور وہ حمل لوح اور سلام کا نبی آخر الزماں تک پہونچانا تھا اور ایک وقت میں بہت سے وصی ہو سکتے ہیں۔ (نفس الرحمن فی فضائل سلمان)

عہ اس وصایت کے تفصیلی حالات دیکھو ہماری کتاب "ام سلمہ"

اسلام میں غلامی کا تصور دوران کے مراتب کی روشنی میں

اسلام سے قبل عرب بلکہ پوری دنیا میں غلامی کا رواج عام تھا اسلام نے اس کو ایک کثرت تو ختم نہیں کیا مگر غلامی کے سدباب کے لیے وہ حکیمانہ تدابیر پیش کیں جن سے رفتہ رفتہ غلامی کا خاتمہ ہو جانے اسلامی فقہ میں جگہ جگہ غلاموں کو آزاد کر دینے کے احکامات اور ان کے بجالانے پر بیش قیمت ثواب و اجر دئے جانے کا وعدہ کیا گیا (روزہ وغیرہ کے کفارہ میں غلام آزاد کرنے کا حکم موجود ہے)

رسول اسلام کی بیش بہا احادیث میں جن میں غلاموں کی آزادی پر ثواب دئے جانے کا وعدہ ہے اگر ان پر کوئی شخص عمل کرے تو وہ یقیناً غلام آزاد کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ معصوم کا ارشاد ہے کہ جس نے ایک غلام آزاد کیا گو یا اس نے ایک نفس کو زندہ کیا اس کے بعد بھی کیا کوئی اتخن رکھتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ اسلام غلامی چاہتا ہے اگر اس کے بعد بھی کوئی شخص اسلام پر یہ الزام رکھتا ہے کہ وہ غلامی کا حامی ہے تو یہ مذہب اسلام کی حقیقت سے نا آشنائی کا نتیجہ ہوگا۔ اسلام کی تو بنیاد ہی حریت و آزادی پر رکھی گئی ہے

سب سے پہلے ذرا کلمہ توحید ہی پر نظر کر لی جائے اس میں ایسی بات کا اقرار ہے کہ انسان صرف خدا کا غلام ہے اس کے علاوہ دنیا کی کسی طاقت کو اس کے اوپر تسلط و اقتدار کا کوئی حق نہیں ہے۔

مسلمان کو غلام بنانے کا حق کسی کو نہیں ہے اس دعوئی کے ثبوت میں جن مسلمان محمدی کے اظہار اسلام کا واقعہ کا قی ہے آپ زہر خرید غلام ہی تو تھے رسولؐ نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

اسلام ہی دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جس میں عزت و بزرگی کا مستحق صرف اس شخص کو قرار دیا گیا جو متقی و پرہیزگار ہو جو جتنا احکامات اسلامی کا پابند ہوگا اتنا ہی زیادہ باعزت سمجھا جائے گا خواہ وہ زہر خرید غلام ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ عرض کیا گیا مسلمان غلام تھے گروا رہے مسلمان کی فرض شناسی جس پر ہماری جانیں قربان ارشاد ہوتا ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں اور مسلمان ان سب پر فائز ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں مقدار دہ آٹھ درجوں پر ابو ذرؓ نو درجوں پر اور سلمانؓ دس درجوں پر فائز ہیں۔

بارگاہ نبویؐ میں آپ کو وہ تقرب حاصل تھا جس پر اکثر لوگوں کو رشک ہوتا تھا آپ صحابہ کرام کے اس مخصوص زمرہ میں تھے جس کو پیغمبر اسلام سے خاص قربت حاصل تھی۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سلمانؓ کی شب کی تہنائی کی صحبت آنحضرتؐ کے پاس اتنی طولانی ہوتی تھی کہ ہم لوگ (ازواج) کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں ہماری باری کی رات بھی

اس نشست میں نہ گز جائے۔

ترجمہ اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۰۱، اہل کتاب صحابہ و تابعین ص ۵۶
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہماری طینت علیین سے حلق
 ہوئی اور ہمارے شیعوں کی طینت کو اس سے ایک درجہ پست کر کے پیدا کیا گیا
 سلمان ہمارے شیعوں میں سے ہے اور سلمان لقمان سے بہتر ہیں۔

ایک دن جناب سلمان خدمت پیغمبر میں حاضر تھے کہ ایک یہودی عالم
 عبداللہ بن صوریہ بھی وہاں آ گیا اور باتوں باتوں میں بگڑ کر کہنے لگا ملائکہ میں
 جبرئیل ہمارا دشمن ہے آپ نے فرمایا جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ میکائیل کا
 دشمن ہے اور جو ان دونوں کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے خدائے اس
 قول کی تصدیق میں دو آیتیں نازل فرمائیں۔

(۱) قل من كان عدواً لجبرائيل فانه نزله على قلبك باذن
 الله مصداقاً لما بين يديه وهدى وبشورى للمؤمنين۔ اے رسول
 کہدو کہ جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے اس
 قرآن کو تمہارے دل پر اتارتا ہے جو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے
 جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں اور مومنوں کو ہدایت کرنے والا اور بشارت
 دینے والا ہے۔

(۲) من كان عدواً لله وصلواته عليه وسلامه وجبرائيل صيكايل
 فان الله عدواً للكافرين جو شخص اللہ اور اس کے ملائکہ اور فرشتوں اور
 میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔

جب حضرت پر یہ آیتیں نازل ہوئیں تو جناب سلمانؓ سے فرمایا اے سلمانؓ خدا نے تمہارے قول کی تصدیق کی اور تمہاری رائے کو صاحب قرار دیا۔ اے سلمانؓ جبرائیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ سلمانؓ و مقدادؓ دوست میں اس شخص کے جو تم کو اور علیؓ کو دوست رکھتا ہے اور دشمن ہیں اس کے جوان کو دشمن رکھتا ہے۔ اگر سلمانؓ و مقدادؓ کو اہل زمین اتنا دوست رکھیں جتنا ملائکہ

و کرس و عرش و دست رکھتے ہیں تو خدا اہل زمین میں سے کسی کو معذب نہ کرے۔ (تفسیر امام حسن عسکریؑ بر حاشیہ تفسیر قمی ص ۱۶)

آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دین تریا پر بھی ہو گا تب بھی سلمانؓ اس کو پالیں گے آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے خدا نے مجھے چار شخصوں کے دوست رکھنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ بھی ان چاروں کو دوست رکھتا ہے وہ حضرت علیؓ ابوذرؓ مقدادؓ اور سلمانؓ ہیں (صواعق محرقة ص ۱۷) حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ سلمان مثل نعمان حکیم کے ہیں آنحضرتؐ فرماتے ہیں جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے اور وہ علیؓ، عمارؓ، سلمانؓ ہیں۔

(صواعق محرقة ص ۱۷)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ جنت چار شخصوں کی مشتاق ہے علیؓ، مقدادؓ، عمارؓ اور سلمانؓ (حلیۃ الاولیاء، جزو اول ص ۱۹)

مذہب اسلام ہی فقط وہ مذہب ہے جو کسی کے دنیاوی جاہ و شہ سے مرعوب نہیں ہوتا بااں اگر کوئی ایمان کی دولت اور عمل کا سرمایہ دار ہے تو وہ

اس کی نظر میں عزت و بزرگی کا زیادہ مقدار بے جناب سلمان کا یہ واقعہ
 اس کا بین ثبوت ہے حضرت سلمان جو بڑے مغرور و مقرب بارگاہِ سماوی تھے
 ان کے پاس ایک اونٹنی چادر تھی اسی سے سب کام لیتے تھے ضرورت کے
 وقت اس میں کھانا بھی باندھ لیتے اسی کو اوڑھتے بھی تھے ایک دن یہی
 چادر اوڑھے ہوئے آنحضرت کے پاس بیٹھے تھے گرمی کے دن تھے پسینہ سے
 چادر تر تھی ایک یہودی عینہ بن حصین آپ سے ملنے آیا تو اسے حضرت
 سلمان کی چادر کی بویری معلوم ہوئی بیساختہ بول اٹھا جب میں آیا کروں
 تو ان لوگوں کو ہٹا دیا کیجئے۔ اس بنا پر یہ آیت نازل ہوئی **وَأصبر نفسك
 مع الذين يدعون ربهم بالغداوة والعشي يريدون وجهه ولا
 تعد عيناك عنهم تريد كبتة الحيلولة الدنيا ولا تطع من اعقلنا
 قلبه عن ذكرنا واتع هواه وكان امره شرطا (۱) الكهف ۱۶**
 اے رسول جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح و شام یاد کرتے ہیں اور اسی
 کی خوشنودی کے خواہاں ہیں ان کے ساتھ تم خود بھی اپنے نفس پر صبر کرو
 اور ان کی طرف سے اپنی نظر (توجہ) نہ پھیر لو کہ تم دنیا میں زندگی کی آرائش
 چاہتے گے اور جس کے دل تو ہم نے (گو یا خود) اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے
 اور وہ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا کام نرسر زیادتی
 ہے اس کا کتابہرگز نہ ماننا۔

مشارق الانوار میں یہ حدیث مرسل بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت نے
 اپنے اصحاب سے فرمایا تم میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت سلمان کو حاصل

بے سچ کہا بے کسی نے

اس سے ہوگی تیرے حکم کدہ کی آبادی

تیری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

۱۰
 اور امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے
 سنا جابر کہتے تھے کہ میں نے رسول خدا سے سلمانؓ کے مراتب کے بارے میں
 سوال کیا آپ نے فرمایا کہ سلمان کا علم وہ دیباہ ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔
 سلمانؓ علم اول و آخر کے لیے مخصوص ہیں جس نے سلمان کو راضی رکھا اس نے
 اللہ کو راضی رکھا میں نے عرض کیا ابو ذرؓ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ
 نے فرمایا کہ وہ بھی ایسے ہی ہیں ان کا دشمن خدا کا دشمن ان کا دوست خدا کا
 دوست میں نے پھر مقدادؓ کے بارے میں پوچھا تو وہی جواب فرمایا پھر میں نے
 عمارؓ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے وہی جواب دیا پھر میں ان لوگوں کو خوشخبری
 دینے کے لیے نکلا جب دوبارہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد
 فرمایا اے جابر تو ہم سے ہے جو تجھے دشمن رکھے وہ خدا کا دشمن جو تجھ سے محبت
 کرے وہ خدا کا دوست ہے میں نے امیر المؤمنینؑ کے بارے میں سوال کیا
 آپ نے فرمایا وہ میرا نفس ہے میں نے حسنؓ و حسینؓ کے بارے میں دریافت کیا
 تو آپ نے فرمایا وہ دونوں میری روح ہیں میں نے سیدہ عالم جناب فاطمہؓ
 صلوات اللہ علیہا کے بارے میں معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ان دونوں کی
 ماں ہیں جس نے ان کے ساتھ برائی کی اس نے میرے ساتھ برائی کی میں اللہ
 کو گواہ بناتا ہوں کہ جس نے ان سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور جس

ان سے صلح کی اس نے مجھ سے صلح کی اسے جا بڑ جب تو اللہ کی بارگاہ میں دعا کا راہ
 کرے تو ان اسما کا واسطہ دے کر دعا کر اس لیے کہ اللہ کو یہ نام زیادہ محبوب ہیں
 (نفس الرحمن فی فضائل سلمان)

مزاد کردہ پیغمبر اسلام حضرت سلمان فارسی کے بارگاہ رسالت میں قربت
 اور مراتب عالیہ کا اپنی نوعیت کے استبار سے مندرجہ ذیل واقعہ بھی اپنی مثال
 آپ ہے۔

ایک دن ابوسفیان اس مقام سے ہو کر گزرے جہاں اصحاب رسول
 تشریف فرما تھے ابوسفیان کے ساتھ عتیق بھی تھے اصحاب نے افسوس ظاہر
 کیا کہ ہماری تلوار نے اس دشمن خدا ابوسفیان کی گردن کیوں نہیں کاٹی
 ان بہتے والوں میں جناب سلمان فارسی صہیب رومی اور بلال حبش تھے عبد الحمید
 نے شرح بیح البلاغہ جزو ثانی میں روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابو بکر نے
 اس پر یہ کہا کہ تم سید بطنی ابوسفیان کی شان میں ایسا کہتے ہو جب حضرت
 ابو بکر نے (خزیر) رسول کو یہ خبر سنی تو آپ ناراض ہوئے اور آپ کا یہ قول
 ناپسند فرما کر ارشاد کیا کہ تم نے اس جماعت کو غضبناک نہیں کیا بلکہ اپنے
 پیروں کو کو غضبناک کیا۔ (تاریخ اصحاب قلمی رضالابریری، امپورٹ) (۲۸۵)

ترجمہ اسد الغابریج م حالات سلمان)

اس روایت سے ایک طرف تو اصحاب پیغمبر سلمان اور صہیب رومی کے
 جوش ایمانی اور شوق جہاد ربانی کا پتہ چلتا ہے اور دوسری طرف حضرت ابو بکر
 کے ایمان کی حقیقت سامنے آ جاتی ہے جو اس وقت تک حضرت رسول خدا کو

سید البطحا نہیں جانتے تھے بلکہ ان کی نظر میں ابوسفیان سید البطحا تھے جن کے
 دین و ایمان کا اہتمام کوئی ٹھکانا نہیں ملتا۔ حضرت ابوبکر ان کو سید بطحا
 کہتے تھے۔ حضرت ابوبکر کی منزلت اور وقار بھی سرکار رسالت کی نظر
 میں اس روایت سے ظاہر ہے۔ آپ نے صاف صاف فرمادیا کہ یہ وہ جماعت
 ہے (سلمان وغیرہ جن کی ناساہنگی سے خداوند عالم حضرت ابوبکر سے ناراض
 ہوا اور کوئی پاس حرمت ان کی سابقہ الاسلامی و معیت غار ہجرت و بدر
 و احدیت و رضوانیت وغیرہ وغیرہ نہیں کیا اور آپ کی صدیقیت صحابہ کی اس
 جماعت کے مقابلہ میں بالکل ملحوظ نہیں ہوئی۔

تاریخ اصحاب میں ہے کہ سلمان سرورہ صحابہ تھے۔
 تاریخ اصحاب قلمی ۱۳۵۶ھ

اسلام میں عمل کی اہمیت

اور آپ کی خاندان اہلبیت میں شمولیت

قریب اسلام جو دنیا کے لیے پیغام امن و سلامتی لیکر آیا تھا آج خود اس کے ماننے والوں میں بد امنی پھیلی ہوئی ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون کا پیا سا ہے ایک خاندان دوسرے خاندان کو تباہ کر دیتے پر آمادہ ہے ایک ملک دوسرے ملک کے مال و دولت پر نظر میں جائے بیٹھا ہے آخر کوئی بتا سکتا ہے کہ اسلام جس بیماری کو دور کرنے کے لیے معالج کی حیثیت سے ظاہر ہوا تھا اب وہ خود اس مرض میں مبتلا کیوں ہوا؟ اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ بد امنی اور فتنہ و فساد کا اصل سبب جذبہ منافرت ہے اور نفرت پیدا ہوتی ہے امتیاز یا ہمہمی سے اسلام جن امتیاز یا ہمہمی کا خاتمہ کر رہا تھا آج مسلمانوں نے پھر اس کو اپنا لیا ہے نتیجہ میں وہ دنیا کی ہیبت سے یست قوم بن کر رہ گئے ہیں

امتیاز اگر انفرادی ہو گا تو افراد میں جذبہ منافرت پیدا ہو گا اور اگر اجتماعی ہو گا تو جماعتوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی جس کے باعث جماعتیں آپس میں برسر پیکار ہوں گی جو دو ملکوں کے آپس میں جنگ کا سبب بنے گی

آپ نے فخر کیا اس بات پر کہ میں سید ہوں آل رسول ہوں لہذا میں غیر سادات سے بہتر ہوں بس امتیازی جذبہ کے جنم لیتے ہی دوسرے کی پستی اور پھر اس سے نفرت کا خیال پیدا ہو گا جو آپس میں ٹکرائے گا سب بنے گا عرب قوم کو فخر ہے کہ ہم دنیا کی معزز ترین قوم میں صرف اس لئے کہ آنحضرتؐ ہمارے ملک میں پیدا ہوئے اور خانہ کعبہ ہمارے ملک میں ہے جو دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ ہے لہذا ہمارے مقابلہ میں سب مسلمان پست ہیں اب مسلمان ملکوں میں نفرت پیدا ہوگی جس کا لازمی نتیجہ تصادم ہے اور جنگ کا لازمی نتیجہ ہے علی ہے چونکہ جو دماغ جنگی تدابیر میں صرف ہو رہا ہے وہ کس دوسری طرف غور کر ہی نہیں سکتا۔

قرآن اس امتیاز یا ہم سے انسانی معاشرہ کو بچانے کے لیے یہ پیغام لیکر آیا تھا انا خلفنا کم من ذک و انحنی وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ہم نے تم کو مرد اور عورت کی صورت میں پیدا کیا اور مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں اس لیے قرار دیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو یعنی ناموں کے منترک ہونے کی وجہ سے شہ نہ ہو ان ایک مکہ عند اللہ اتقا کم لیکن تم میں سے زیادہ بزرگ اور باعزت وہی شخص ہے جو سب سے زیادہ قرعہ شناس ہو۔ مسلمانوں نے اس پیغام کو بھلا دیا اور پھر ایام جاہلیت کی اس عصبیت کی طرف پلٹ گئے جو ان کی پستی اور ذلت کا سبب بنی اس طرح انھوں نے بذات خود علی ترقی کے راستوں کو بند کر لیا ہے اور علی تشریت سے بے حسنتے چلے جا رہے ہیں۔

پیغمبر اسلام نے ملکی اور خاندانی امتیاز کو یہ کمرہ یا اطل کر دیا تھا کہ عرب کے رہنے والے کو عجم والے پر اور قریشی کو غیر قریشی پر کوئی حق نہیں ہے نہ صرف توڑا بلکہ عملاً بھی۔

جناب سلمان ملک فارس کے رہنے والے تھے لیکن اتنا قریب کیا کہ سلمان منا اهل البیت (سلمان ہم اہلبیت سے ہیں) کہہ کر یا آپ ایمان لانے کے بعد انما المؤمنون اخوتہ کے رشتہ میں منسلک ہوئے اور عملی سیقت حاصل کر کے مشیر مقصد رسالت اور شریک خاندان ہو گئے۔

سلمان منا خاص ہے فرمان احمدی

داخل ہیں اہلبیت میں سلمان فارسی

جناب سلمان نے اگرچہ ڈھلی عمر میں انہما اسلام کیا تھا لیکن پھر بھی وہ اسلامی فوج کے ایک نامور سپاہی تھے، ہجرت کے بعد حبیب غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ پر معرکہ میں پیش پیش رہے کبھی اپنے کو میدان کارزار میں جانے سے بچا یا نہیں کبھی دشمنوں کی کثرت کو دیکھ کر گھبرائے نہیں، حبیب اسلامی فوج کو سچ کرتی اور سوار یوں کی کمی ہوتی تو یہ بوڑھا نگریہ وال ہمت جابد میسلوں پاپا پادہ چلنے کے لیے تیار ہو جاتا نہ بھوک کی شکایت نہ پیاس کا گلزار تھکاوٹ کا احساس نہ تعب کا غم، ایسا فی جوش میں جو قدم اٹھتا آگے ہی کو اٹھتا۔

چونکہ ہجرت سے سلطنتوں کے تجربے آپ کے سامنے تھے لہذا جنگی معاملات میں آپ کی رائے نہایت صاحب ہوئی تھی چنانچہ ۵ھ کے ابتدائی ماہ صیام میں کفار قریش مع یہودیوں کے دس ہزار افراد پر مشتمل لشکر لیکر مسلمانوں کے

مقابلہ کی غرض سے جانب مدینہ روانہ ہوئے تو خداوند عالم نے ہیرائیل کے ذریعہ اس لشکر کے آنے کی خبر اپنے رسول کو دی اور اس امر میں اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کا حکم دیا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب کو جمع کر کے کفار قریش اور یہود یوں کے دس ہزار لشکر آنے کی خبر دی اور اس امر میں مشورہ فرمایا، اصحاب یہ سن کر دم بخود رہ گئے لیکن جناب سلمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اہل فارس کا دستور یہ ہے کہ اگر دشمن قوی ہمارے ملک پر حملہ کرے تو ہم شہر کے چاروں طرف خندق کھود کر اپنی حفاظت کرتے ہیں لہذا اگر آپ بھی مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود لیں تو زیادہ بہتر ہے۔ ہیرائیل نے بھی یہ رائے آپ کی پسند کی رسول نے اپنے اصحاب کو شہر مدینہ کے چاروں طرف خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود بنفس نفیس بھی خندق کھودنے میں مشغول ہوئے ہر قبیلہ اور جماعت کو زمین ناپ کر دی گئی اور خندق کھودنے کی تاکید کی۔

مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ سلمان ایرانی ہونے کی وجہ سے خندق کے طریقے سے واقف تھے انھوں نے رائے دی کہ کھلے میدان میں نکل کر مقابلہ کرتے ہیں مصلحت نہیں ایک محفوظ مقام میں لشکر جمع کیا جائے اور گرد خندق کھودی جائے خندق دراصل فارسی کندہ کا معرب ہے جس کے معنی کھودے گئے کے ہیں کاف (خ) سے اور ہائے ہوز (ق) اتنا اسے بدل گئی ہے جس طرح پیادہ میدیق ہوگا بے تمام لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور خندق کھودنے کے آلات مہیا کیے گئے۔ (سیرۃ النبی ص ۲ ص ۱۳) ہر دس آدمیوں پر چالیس گز خندق مقرر تھی مگر یہ سلمان تھے جو کیلے دس آدمیوں کے برابر کام کر رہے تھے آپ کی یہ بہت نظر انداز

کرنے کے قابل نہیں کہ خندق کھدو یا تھا تو اس کے کھودنے میں آپ نے بہت زیادہ حصہ لیا مزیں برآں جب کوئی سیاہی کھودتے کھودتے تھک جاتا تو آپ اس سے فرماتے تم قدامتیر دم لے لو میں تمہارے بدلے کھودنا ہوں بہت کم لوگ ایسے تھے جن کو آپ نے مدد نہیں دی اس فحنت و مشقت اور عالم پیری کے ساتھ اتنا اضافہ اور کر لیجئے کہ آپ روزم سے تھے لیکن کیا ممکن جو حرف تکابیت زبان پر آجاتا ہے تھے اسلام کے سچے غازی اور شہر قریش سیاہی جن کی حمایت پر اسلام کو تازہ ہے۔

ہر جماعت کو سلمان کی جرات و بہمت اور فحنت و مشقت دیکھ کر خواہش ہوئی کہ آپ کو اپنے میں داخل کر لے مگر آنحضرت کے سلسلے میں یہ سلسلہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا سلمان متا اہل البیت سلمان تم میں سے نہیں بلکہ ہمارے اہل بیت سے ہیں۔

خندق کھد کر تیار ہو گئی لشکر قریش و یہود جن کے سردار عمرو ابن عبدود، ابوسفیان ذوقل و عکرمہ اور ابولہب وغیرہ تھے دس ہزار لشکر کے ساتھ وارد ہوئے اور چاروں طرف خندق دیکھ کر متعجب ہوئے اور کہتے تھے کہ یہ عربوں کا کام نہیں بلکہ اسی بوڑھے سلمانؓ فارسی کا کام ہے عرب کے لوگ اس سے بالکل ناواقف ہیں۔ یہ طریقہ عرب میں آج تک جاری رہتا ہے تاکہ آخر لشکر اسلام کو کفار و مشرکین پر کامیابی حاصل ہوئی اگر آپ کی رائے پر عمل نہ کیا جاتا تو اسلام کو ناقابل برداشت نقصان کا اندیشہ تھا۔

وہ فحقی سلمان کی اصابت رائے ان کا جوش ایمانی اور بہمت و جرات

اور یہ تھی سرکار رسالت کی قدر دانی کہ ایسے اہل بیت میں شامل فرمایا کہ جس
مسلمانوں میں وہ جذبہ عمل پیدا ہو جائے جو سلمانؑ میں تھا اور وہ اس بلند اخلاق
اور پھر دی کو اپنالیں اور اس پر عمل کرتے کی سعی فرمائیں جو رسولؐ نے پیش کی
تو دنیا بچائے غلتہ و فساد کے امن و سلامتی کا گوارا بن جائے۔

آپ کی مدح و ثنائیں ایک عربی شاعر کہتا ہے

كانت مودك سلمان لذنبا

وله يكن بين فوح واندر رحما

یغاب سلمانؑ کی محبت کی وجہ سے ان کو نسب حاصل ہو گیا اور حضرت نوحؑ اور
ان کے فرزند کے درمیان کوئی رشتہ نہیں رہا یعنی حضرت سلمانؑ نے خدا اور رسولؐ
سے محبت کر کے ان کی اطاعت کی تو اسلام میں آپ کا یہ درجہ ہو گیا کہ حضرت رسولؐ
خدا نے اپنے خاندان میں شامل کر کے فرمایا سلمانؑ منا اهل البیت اور فرزند
نوح نے خدا اور رسولؐ کی مخالفت کی تو اس رشتہ سے الگ کر کے نکال دیا گیا

(مجلس المؤمنین ص ۱۱۸)

پیغمبر اسلامؐ کا فرمان سلمانؑ منا اهل البیت نہ صرف آپ کا دل رکھنے
کے لیے وقتی طور پر تھا بلکہ مستقل طور پر اس پر عمل کر کے دکھایا گیا وہ اہل بیت کے
ساتھ اسی طرح زندگی گزارتے تھے جس طرح ایک خاندان کے افراد گزارتے ہیں
وہ مجمع رسالت کے پروانے اور خدمت گزار آنحضرتؐ ہونے کے ساتھ اہل بیت
کے سچے محب اور آل رسولؐ کے مونس و غم خوار بھی تھے وہ معصومہ عالمیان کے
گھرانے حسین علیہم السلام کا بھو! اچھلاتے سیدہ کی چکی پیستے فرزندان رسولؐ

کے بستر بچھتے ان کی انگلی پکڑ کر بڑے فخر و مباہات کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں لیے پھرتے تھے خاندان اہلبیت کے ساتھ آپ کی یہ محبت آفرودم تک باقی رہی آپ کو عمر بھر اس پر ناز رہا کہ وہ آزاد کردہ رسول ہیں۔

ادینی کمانیاں حصہ ۱

اسی طرح خاندان اہلبیت کو بھی آپ سے اس قدر محبت و الفت تھی کہ اگر کوئی شخص سلمان فارسی کہدیتا تو بار خاطر ہوتا تھا شیخ اجل ابو جعفر طوسی نور اللہ مشہد نے کتاب امالی میں مضمون بن روح سے روایت کی ہے کہ انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولانا میں آپ سے سلمان فارسی کا تذکرہ زیادہ سنتا ہوں اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سلمان فارسی نہ کہ بلکہ سلمان خموی کو اور سلمان کا ذکر کثرت سے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ من فضیلت رکھتے ہیں اولیٰ یہ کہ انھوں نے اپنا نفس امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کے اختیار میں دے دیا تھا دوسرے یہ کہ وہ مالدار اور صاحبان دولت و ثروت کے مقابلہ میں فقرا اور مساکین کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور خود کو انھوں نے ان کے سیرد کر دیا تھا تیسرے یہ کہ وہ علم اور علما سے محبت کرتے تھے سلمان خدا کے صالح بندہ تھے اور آپ کے سلمان تھے۔ (مجالس المؤمنین ص ۱۸۵)

ایک دن امام جعفر صادق کے سامنے آپ کا ذکر آگیا کچھ لوگ حضرت جعفر طیار پر سلمان کو ترجیح دینے لگے ابو بصیر بھی موجود تھے انھوں نے کہا اے سلمان کو جعفر طیار پر کیسے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے وہ پہلے مجوسی تھے پھر سلمان ہونے پر شنتے ہی امام کو غصہ آگیا فرمایا اے ابو بصیر چپ رہو تم اس بات کو کہیں جانتے

بیشک جعفرؑ کو خدا نے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ وہ ملائکہ کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں لیکن سلمانؓ بھی وہ شخص ہیں جن کو خدا نے مجوسی ہونے کے باوجود علوی اور فارسی ہونے کے باوجود قریشی بنا دیا ہے سلمانؓ پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱)

فضل بن عیسیٰ الماشمی سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ کیا سلمان منا اهل البیت رسول خدا کا فرمان ہے؟ آپ نے جواب دیا بیشک! میں نے پوچھا کیا وہ عبدالمطلب کی اولاد سے ہیں آپ نے فرمایا سلمان ہم اہلبیت سے ہیں میں نے معلوم کیا کیا اولاد ابی طالب سے ہیں آپ نے پھر فرمایا سلمان ہم اہلبیت سے ہیں میں نے عرض کیا مولا میں سمجھا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عیسیٰ میں خوب سمجھتا ہوں بس وہ ہم اہلبیت سے ہیں پھر آپ نے اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا اور فرمایا کہ اللہ نے ہماری طینت کو عیسیٰ (بہشت) اے خلق کیا اور ہمارے شیعوں کی طینت کو بھی اسی سے بنایا ہے اور ہمارے دشمنوں کی طینت کیمین (وہ مقام جہاں گہنگا رول برعذاب ہوتا ہے) اے اور ان کے متبعین کی طینت کو بھی اسی کیمین سے خلق کیا ہے اور وہ ان کے ہیں پھر فرمایا کہ سلمان تقمان سے بہتر ہیں (نقص الرحمن)

محمد نامہ رسول۔ جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ آپ سے آنحضرت کو کمال درجہ محبت تھی اور اس کمال محبت کا اقرار آپ نے اپنے خاندان میں مجموعی طور پر کیا اور اس کمال محبت کا یہ اتر تھا کہ آنحضرت نے قبیلہ سلمان

کے لیے ایک خاص عہد نامہ لکھ کر آپ کو عطا فرمایا تھا تا کہ وہ اپنے قبیلہ کو
دیں یہ وہ عہد نامہ یہ ہے۔

کتب رسول اللہ عہد الحی سلمان بگازون ہذا کتاب من
محمد بن عبد اللہ سئلہ الفارسی سلمان وصیتہ باخیزہ مہاد بن
قروح بن مہیار و اقا ربیعہ و اہلیتہم و عقبیہم ساتنا سلوا من
اسلم منہم و اقا سوعلیٰ و دینک سلام اللہ احمد اللہ البکم ان اللہ
امرنی ان اقول لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اقولہا و امر
الناس بہا و الا امر کلہ للہ خلقنہم و ما تمہم و ہونیشرہم و الیہ
المصیر ثم ذکر فیہ احترام سلمان الی ان قال وقد رفعت عنہم
جزا الناصیۃ و اجز بیتہ و الخمس و العشر و سائر المون و الکلف
فان سلواکم فاعطوہ و ان استغاثواکم فاعینواہم و ان استجاروا
بکم فاجیرواہم و ان اساءوا فاعتز و الہم و ان اساء السحر
فامنعوا عنہم و لبعطوا من بیت مال المساکین فی کل سنتہ ما تے
حلتہ و من اکاد اتی ما تہ فقد استخفی سلمان ذلک من رسول اللہ ثم
دعا لمن عمل بہ و دعا علیٰ من اذ اہم و کتب علی ابن ابی طالب۔

(نفس الرحمن)

ایک بار جناب سلمان کو یہ خواہش ہوئی کہ ان کے قبیلہ کے متعلق جو
بگازون میں مقیم تھا آنحضرت ایک عہد نامہ تحریر فرمادیں چنانچہ اس خواہش
کو خوشی منظر کیا گیا اور وہ عہد نامہ اس صورت سے تحریر ہوا۔

ترجمہ۔ یہ عہد نامہ محمد بن عبداللہ کی طرف سے اس لیے لکھا گیا ہے کہ ایک روز سلمانؓ نے یہ درخواست کی کہ میرے بھائی ہما دین قروح بن میالو اور دیگر ستمند داروں کے لیے ایک قرآن بطور نفاذ رکھ دیا جائے پس جو شخص ان میں سے اسلام لائے اور اس دین پر قائم رہے اس پر ہما نامہ سلام ہو میں نے سلمانؓ اور قبیلہ سلمانؓ سے حسب ذیل تکالیف کو اٹھالیا۔ ۱۱۱ موٹے پشیا تہی کا تر خوانا (۲) جزیہ دینا (۳) خمس یا عشر اپنے اموال سے ادا کرنا۔

اے مسلمانو! وہ اگر تم سے کسی چیز کا سوال کریں تو عطا کرو اگر مان چاہیں تو امان دو اگر قصور کریں تو بخش دو، بیت المال سے ہر سال دو سو طے اور دو سو اوقیہ نقرہ (چاندی) ان کو دیتے رہو کیوں کہ سلمانؓ خدا کی جانب سے ان رعایتوں کے مستحق ہیں آخر میں اس عہد نامہ پر عمل کرنے والوں کے لیے دعا کی اور خلاف و نڈی کرنے والوں پر نفرین۔

ابن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ یہ عہد نامہ آج تک اولاد سلمانؓ کے پاس موجود ہے اور اس پر وہ لوگ عمل کرتے ہیں اس عہد نامہ کا تذکرہ دسج دسد میں بالتفصیل موجود ہے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۷)

علامہ نوری فرماتے ہیں کہ فارس آنحضرت صلعم کے بعد فتح ہوا، اہل ایران آپ کی حیات تک مشرک تھے اور مطیع و فرمان بردار بھی نہیں تھے چونکہ مسلمانوں کا اس وقت تک اس ملک پر تسلط و تصرف بھی نہیں ہوا تھا پھر

عہ عشر نصاب و زکوٰۃ اس غلہ کا جو بارش سے پیدا ہوا ہو۔

بیت المال کہاں تھا، لیکن اس کے باوجود بھی آپ نے تحریر فرمایا کہ بیت
 المال سے دو سو محلے اور دو سو اوقیہ نقرہ ان کو دیتے رہو۔ یہ خط آپ نے
 اپنے علم کی بنا پر لکھا تھا اس لیے کہ آپ جانتے تھے کہ عنقریب یہ ملک مسلمانوں
 کے ہاتھوں فتح ہو گا۔ جو آپ کی لائی ہوئی کتاب اور احکام پر عمل کرتے
 ہوں گے اور تو ابھی یہ پابند ہوں گے یہ عہد نامہ آنحضرت کے معجز است
 (پچیس گویا) میں سے ہے اقرار بدھ کی ضمیر سلمان کی طرف ہے آپ اکابر
 فارس سے ہیں۔

تاریخ گزیرہ میں یہ ہے اس عہد نامہ کو مزید اضافہ کے ساتھ دیکھ لے
 اس عہد نامہ کو امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب نے سفید چرمی مکرہ سے پر
 تحریر فرمایا اور رسول نے اس پر مہر کی اور وہ عہد نامہ اس طرح ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ سَلَّمَ
 سَلْمَانَ وَصِبْنَهُ بَاخِيَهَ مَا هَادِيْنَ فَرَخَ وَاهْلَ بَيْتِهِ وَعَقْبَتِهِ مِنْ بَعْدِهِ
 مَا تَنَاسَلُوا مِنْ اِسْلَمٍ مِنْهُمْ وَاَقَامَ عَلِيٌّ دِيْنَهُ سَلَامَ اللّٰهِ حَمْدًا لِلّٰهِ
 الْبِيْكَ الَّذِيْ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ اَقُوْلُهَا
 وَاَمْرًا لِّلنَّاسِ يَهْمُوْنَ اِنْ اَخْلَقَ خَلَقَ اللّٰهُ وَالْاَسْرَ حَكَمَ اللّٰهُ فَخَلَقَهُمْ وَاَسَا
 تَعْمُرُوْهُ وَيُنْشِرُهُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَاِنْ كَانَ كُلُّ اَمْرٍ سِرْوَلٍ وَكُلُّ شَيْءٍ يَفِيْئُ
 وَكُلُّ نَفْسٍ ذَاتُ نَفْسٍ اَلْمَهْوُوتِ مِنْ اَسْمَنِ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ كَانَ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ
 دَعْوَةُ الْفَاكِرِيْنَ وَمَنْ اَقَامَ عَلِيٌّ دِيْنَهُ تَوَكَّلْنَا عَلَيْكَ اَكْرَامًا فِي الدِّيْنِ
 هٰذَا كِتَابٌ لِّاهْلِ بَيْتِ سَلْمَانَ اِنْ بَعَثَ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَصَتِيْ عَلِيٍّ وَوَالِدِهِمْ

وأما العمرفی الارض التي یقیمون فیها سھلها وجبلها وسرعھا وعیونھا
 غیر مظلومین ولا مضیقاً علیھم فمن قر علیہدکتا بی ہذا من المؤمنین
 والسومات فعلیہ ان یخفظھم ویکر مھم ولا یتعرض لھم الا ذی
 والمکروہہ ورفعت عنھم حزن الناصیة والجنیة والخمس والعشر الی
 سائر المون وانکلفت ثمران سئلوا کم فاعطواھم وان استغاثوا
 بکم فاعینواھم وان استجاروا بکم فاجیرواھم وان اسأوا فانفوا
 لھم وان أسئ الیھم وامنعوا عنھم ولھم ان یعطوا من بلیت
 المال فی کل سنة مائة حلة فی شھر رجب ومائة فی الاضیحة
 فقد استحق سلمان ذالک منا ولا ان نقل سلمان علی کثیر من المؤمنین
 وانزل فی الوحی علی ان الجنة الی سلمان اشوق من سلمان الی الجنة
 وهو ثقتی وایمنی وحقی، نعتی وناصح لرسول اللہ والسوینین وسلمان
 منا اهل البیت فلا یخافن احد هذه الوصیة اللہ ورسولہ و
 علیہ لعنة اللہ الی یوم الدین وھن اکرمھم فقد اکرمھن ولہ عند اللہ
 الثواب ومن اذاھم فقد اذانی وانا حصمة یوم القیامة جزائہ نار
 جھنم وبوت منھم ذمتی والسلام علیکم وکتب علی ابن ابی طالب
 یامور سول اللہ فی رجب تسع من الھجرت سلمان وایوذر وعمار
 وبلال والمقداد وجاعة اخری من المؤمنین انھم .

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحریر محمد بن عبد اللہ صلعم کی ہے جس کی
 درخواست سلمان نے اپنے بھائی ماباد بن فرخ بن ہیار اور اس کے

اقارب و اہل بیت اور ان لوگوں کے لیے کہ ہے جو ان کی نسل میں ہوں اور اسلام
 لائیں اور اپنے دین پر قائم رہیں، اکی بے میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس نے مجھے
 حکم دیا ہے کہ میں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہوں میں لوگوں کو اس کا
 حکم دیتا ہوں کہ تمام مخلوق اللہ کی مخلوق ہے اور تمام امور اللہ کے حکم کے زیر نگیں
 ہیں جس نے ان کو پیدا کیا اور ان کو مارے گا اور پھر زندہ کرے گا اور اس
 کی طرف بازگشت ہوگی اور ہر امر زائل ہو جائے گا (سوائے امر الہی کے) اور
 ہر چیز فنا ہو جائے گی اور ہر نفس موت کا مزد چکھنے والا ہے جو اللہ اور
 اس کے رسول پر ایمان لے آئے گا اور آخرت میں راحت و آرام پائے گا
 اور جو اپنے پرانے دین پر قائم رہے گا تو اس کو ہم نے آخرت کے دن کے لیے
 چھوڑ دیا ہے وہ خود اس کی سزا پائے گا اس لیے کہ دین کے معاملہ میں تہمید و تہمت
 نہیں ہے پس یہ تحریر ہے مسلمان کے اہلبیت کے لیے وہ چاہے سہوار زمین میں
 آباد ہوں یا چٹانی علاقوں میں اور چاہے چراگاہوں میں بسے ہوئے ہوں
 یا چشموں کے کناروں پر ان کے اموال اور ان کی جانیں میری اور خدا کی پناہ
 میں ہیں ان کے اوپر ظلم نہ کیا جائے اور نہ زمین ان کے لیے تنگ کی جائے پس
 جو شخص بھی مومنین و مومنات میں سے میری اس تحریر کو پڑھے اس پر لائتم
 بے مکہ ان قبیلہ سلمان کی حفاظت اور ان کا اکرام کرے اور ان کو اذیتا
 و تکلیف نہ ہونے دے اور میں نے ان سے موٹے پیمانے کا ترنخوانا اور حزیہ
 اٹھایا ہے اور خمس و عشر اور تمام ٹیکس معاف کر دیے ہیں اگر یہ لوگ تم سے کچھ
 مانگیں تو اے مسلمانو! تم ان کو دو اور اگر وہ مرد چاہیں تو ان کی مدد کرو اور اگر

پناہ چاہیں تو ان کو پناہ دو اگر کوئی خطا کرے تو بخش دو اور اگر کوئی ان پر
 حملہ کرے تو اس کو رد کرو اور مسلمانوں کے بیت المال سے ہر سال ان کو سونے کا
 کپڑے کے ماہِ رجب میں اور سوماہ ذی الحجہ میں دو کیونکہ مسلمان ہمساری
 طرف سے ان رعایتوں کے مستحق ہیں اور مسلمان کے فحائل و دوسرے مومنین کے
 مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ جنتِ سلمان کی مشاق
 ہے وہ میرے مقدر اور امین ہیں وہ ایک دیکرہ اور متقی و پرہیزگار ہیں وہ
 اللہ کے رسول اور مومنین کے خیر خواہ ہیں سلمان ہم اہل بیت سے ہیں پس جو
 شخص اس وصیت نامہ خدا اور رسول کی مخالفت کرے گا وہ قیامت کے دن
 خدا کی لعنت کا مستحق ہوگا اور جس شخص نے ان لوگوں کی عزت کی اس نے
 میری عزت کی اور وہ اللہ کی طرف سے ثواب کا مستحق ہوگا اور جس شخص نے
 ان کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی قیامت کے دن میں اس شخص کا دشمن
 ہوں گا اور اس شخص کی جزا آتشِ جہنم ہوگی پس میں اپنے عہد سے بری
 ہو گیا۔ والسلام علیکم۔

اس عہد نامہ کو امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے حکم رسول
 خدا ماہِ رجب ۹ھ میں مسلمان ابوذر، عمار، بلال، مقداد اور ان کے علاوہ
 دوسرے مومنین کی موجودگی میں تحریر فرمایا۔ (تاریخ گزیدہ صفحہ ۲۲۵)

مسلمان منا اهل البيت سے ان کی عصمت و طہارت پر استدلال
 علامہ شیخ الموحیدین محی الدین محمد العزلی نے حدیثِ سلمان متعلقہ سے

حضرت سلمان محمدی کی عصمت و طہارت پر استدلال کیا ہے اور کتاب فتوحات میں ایک مقام پر فرمایا ہے کہ چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے عبد خالص تھے اور اللہ نے آپ اور آپ کے اہل بیت کو ایسا پاک کیا جیسا کہ یائیزگی کا حق تھا اور ان سے ہر برائی کو دور کیا پس ان اہلبیت کی طرف پاک و پاکیزہ چیز ہی منسوب کی جاسکتی ہے اور ایسا ہوتا بھی ضروری تھا اس لیے کہ جو چیز بھی ان کی طرف منسوب ہوگی اگر عبیب دار ہوگی تو وہ ان کے لیے باعث نقص و عبیب ہوگی اس لیے اہل بیت ایسی طرف ایسی ہی چیز کو منسوب کر سکتے ہیں جس کے بارے میں حکم طہارت و تقدیس ہو پس یہ نبی صلعم کی طرف سے سلمان کے لیے ان کی طہارت و حفاظت الہی اور عصمت پر شہادت و گواہی ہے اس لیے کہ آپ نے ان کے لیے فرمایا ہے سلمان منا اهل البيت اور اللہ نے اہل بیت کی طہارت اور ان سے ہر طرح کی نجاست دور ہونے پر شہادت دی ہے اس لیے اہل بیت کی طرف مطہر و مقدس چیز ہی منسوب ہو سکتی ہے جب جناب سلمان فارسی کا یہ حال ہے تو تمہارا اہلبیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کیا خیال ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ وہ کہیں بہتر واقف تھے ہیں) (بخاری المومنین ص ۷۷)

مسلمان محمدی آیات قرآنی کی روشنی میں

وہ آیات جو حضرت سلمان محمدیؓ کی شان میں نازل ہوئی ہیں یا جن سے آپ کی مدح و ثنا کا اظہار ہوتا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اذ صبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداوة والعشي
يؤيدون وجهه ولا تعد عينك عنهم؟ تريد ضاينة الحيوۃ الدنيا
ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هواه وكان امره فرطاً
(الکہف ۱۶۷)

ترجمہ: اے رسولؐ جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح سویرے اور شام کے وقت
یاد کرتے ہیں اور اسی کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کے ساتھ تم خود بھی اپنے
نفس پر صبر کرو اور ان کی طرف سے اپنی نظر (توجہ) نہ پھیر لو کہ تم دنیا میں
زندگی کی آرائش چاہتے ہو اور جس کے دل کو ہم نے دگو یا خو اپنے ذکر سے
غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا کام
سراسر زیادتی ہے اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا۔

اصحاب رسولؐ اکثر پریشان ہی رہا کرتے تھے حضرت سلمانؓ جو بڑے معزز
اور قرب بارگاہ صحابی تھے ان کے پاس ایک ادنیٰ چادر تھی اسی سے سب کام

لینے ضرورت کے وقت اسی میں کھانا بھی باندھ لیتے اسی کو اوڑھ بھی لیتے ایک دن یہی چادر اوڑھے ہوئے آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے گرمی کے دن تھے پسینہ سے چادر تر تھی ایک یہودی عنینہ بن حصین آپ سے ملنے آیا تو اسے حضرت سلمان کی چادر کی ٹوہری معلوم ہوئی بیساختہ بول اٹھا کہ جب میں آیا کروں تو ان لوگوں کو ہٹا دیا کیجئے اس بنا پر یہ آیت نازل ہوئی۔

دعا شریفہ ترجمہ قرآن مجید حافظ فرمان علی،

(۲) و بشر المخبئین الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم
والصابرین علی ما اصابہم واللمقیم الصلوٰۃ و مسامرن قنہم ینفقون
ترجمہ۔ اے رسولؐ گر گڑ گڑانے والے بندوں کو بہشت کی خوشخبری دیدو یہ
وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے خدا کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم
جاتے ہیں اور نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے
دکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں (سورہ الحج ۱۲۷)

اس آیت میں جو صفیں بیان کی گئی ہیں وہ اس خوشخبری کا مستحق ہے
مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ صفات بجز ائمہؑ اور مخصوص چند لوگوں کے (دوسروں
میں نہیں پائی گئیں) اسی وجہ سے ایک حدیث ابن عباس سے مروی ہے کہ اس
سے مراد علیؑ و سلمانؓ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

دعا شریفہ ترجمہ قرآن مجید مولانا فرمان علی اللہ مقامہ

(۳) والذین اجتنبوا الطغوت ان یعبدوا وھا وانا بوا الی اللہ
لہما بشریٰ فبشر الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ

اولئک الذین ہداهم اللہ واولئک اولواکالساب (سورۃ الزمر ۱۷)
 ترجمہ۔ اور جو لوگ بتوں کے پوجنے سے بچے رہے اور خدا ہی کی طرف
 رجوع کیا ان کے لیے جنت کی خوش خبری ہے اسے رسول تم میرے خاص بندوں
 کو خوشخبری دیدو جو بات کو جی لگا کر سنتے ہیں۔ اور پھر اس میں سے اچھی بات
 پر عمل کرتے ہیں یہی لوگ وہ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی اور یہی لوگ عقلمند
 ہیں۔

ابن جریر اور ابن حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں تین
 شخصوں کی شان میں نازل ہوئیں زید بن عمرو بن نضیل، ابوذر غفاری اور سلمان
 فارسی اور ابن مردودین نے اس روایت میں زید بن عمر کی جگہ سعید بن زید کو لکھا
 ہے کیونکہ یہ حضرات حضرت رسول خدا کی بعثت کے قبل بھی لا الہ الا اللہ کے
 مقرر اور بتوں کے پوجنے سے متنفر تھے۔

(تفسیر در مشورج ۵ ص ۳۲۴ مطبوعہ مصر)

لا یغتب بعضکم بعضا ا یحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ
 میثا فخر ص ۱۰۶ و اتقوا اللہ ان اللہ تو اب الرحیم (سورۃ الحجرات ۱۱)
 ترجمہ۔ اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس
 بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم اس سے
 نفرت کرو گے اور خدا سے ڈرو مینک خدا بڑا نوبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔
 ایک دفعہ سفر میں حضرت رسول خدا کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر
 بھی تھے ان دونوں نے حضرت سلمان و پیبرہ کی غیبت کی اس کے بعد کھانے کے وقت

کسی آدمی کو حضرت کے پاس بھیجا تو آپ نے جواب دیا وہ دونوں تو گوشت سے پیسہ بیٹھا بھر چکے ہیں اب سارے لہن کیا ہوگا اس نے جا کر ان دونوں سے بیان کیا تو ان کو بڑی حیرت ہوئی اور دوڑے ہوئے حضرت کے پاس پہنچے اور کہنے لگے یا حضرت ہم لوگوں نے ایک عرصہ سے گوشت دیکھا تک نہیں کھانا کیا آپ نے فرمایا اب تک تم دونوں کے دانتوں میں وہ گوشت بھرا ہوا ہے کیا تم دونوں نے فلاں کی غیبت کر کے اس کا گوشت نہیں کھایا اس پر یہ لوگ شرمائے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر درنثور جلد ۶ ص ۱۹۵)

(۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - وَالْعَصْرَانِ الْاِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَنُوْا صَوَابًا لِّحَقِّ وَقَوَّصُوْا بِالصِّبْغِ تَرْجِمُوْهُ . وقت عصر کی قسم کہ تمام انسان گھاٹے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے ہیں اور صبر کی وصیت کرتے ہیں۔ (پارہ نم ۳۰) ابن مردودی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس سورہ میں انسان سے مراد ابو جہل ہے اور الذین آمنوا سے حضرت علیؑ اور سلمانؑ مراد ہیں۔ (تفسیر درنثور ج ۶ ص ۳۹۳)

۶۱ قولہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمَہٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الْاَبَیْہِ . تفسیر قمی میں ہے کہ یہ لوگ نقیہ و انصار ابوذرؓ، مقدادؓ، سلمانؓ اور عمارؓ یا سربہ جو ایمان لائے اور تصدیق رسالت کی اور علیؑ کی ولایت پر ثابست قدم رہے۔ (نفس الرحمن)

(۷) ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات لهم جنات الفردوس

نزل (سوملا کہفت)

ترجمہ:- وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالح کئے، ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت ابو ذر مقداد، سلمان فارسی اور عمار یاسر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا نے ان لوگوں کے لئے جنت الفردوس کو منزل و ماویٰ قرار دیا ہے۔

(۸) اصول کافی میں قول ہے: هدا و الی الطیب من القول وهدوا

الی صراط الحمید کے بارے میں عبد اللہ بن کثیر نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ حمزہ، جعفر طیار، عبیدہ، سلمان، ابو ذر، مقداد اور عمار ہیں جنہوں نے امیر المؤمنین کی طرف ہدایت پائی اس لئے کہ صراط حمید علی ابن ابیطالب ہیں۔ جمع کی ضمیر ان اکابرین کے لئے آئی ہے اور طیب من القول سے مراد توحید و اخلاص ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ عبیدہ سے مراد عبیدہ بن الحریث بن المطلب الشہید ہیں جنہوں نے بدر کبریٰ میں شہادت پائی جب ان کو آنحضرت کی خدمت میں لائے تو آپ نے ان کو دیکھا تو عبیدہ نے پوچھا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، کیا میں شہید ہوں ہوں، تو آپ نے فرمایا: انت اول شہید من اهل بیتی۔ تم میرے اہل بیت میں پہلے شہید ہو۔

(۹) والذین آمنوا و عملوا الصالحات وامنوا بما نزل

علی محمد (سورہ محمد) وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام بجالائے اس پر ایمان لائے جو محمد پر نازل کیا گیا۔

تفسیر قمی میں اس آیت کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ، ہمانزل علی محمد سے مراد علی ہیں یعنی جو کچھ علی کے حق میں نازل ہوا، یہ آیت سلمان، ابوذر، عمار اور مقداد کی شان میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے عہد کو نہیں توڑا اور ولایت امیر المؤمنین پر قائم رہے۔

(۱۰) ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا وكان الله عليها۔

ترجمہ اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو ایسے لوگ ان مقبول لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء صدیقین اور صالحین وہ ایک دوسرے کے اچھے ساتھی ہوں گے، اور اللہ بڑا وقف کار ہے۔ (قرآن کریم)

تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں تبیین سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ اور صدیقین سے علی ابن ابیطالب ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تصدیق رسالت کی اور شہداد سے مراد علی ابن ابیطالب و جعفر طیار حمزہ، امام حسن اور امام حسین ہیں جو شہیدوں کے سردار ہیں والصالحین سے مراد سلمان، ابوذر، وصیب، رومی و بلال حبشی اور جناب عمار یا عمر ہیں اور حسن اولئك رفيقا کے معنی یہ ہیں کہ جنت میں یہ لوگ ساتھ ہوں گے۔

اور کان اللہ علیہا یعنی خدا منزل علی وفاطمہ اور حسن و حسین کو جاتا ہے۔

(تفسیر قمی)

(۱۱) اذ القوالذین آمنوا قالوا آمنا (الآیۃ)

ترجمہ :- یعنی جب منافقین سلمانؓ و ابوذرؓ، مقدادؓ و عمارؓ وغیرہ سے ملتے تھے، تو ان سے کہتے تھے۔ آمنا ہم ایمان لے آئے (سورہ بقرہ تفسیر قمی)

۱۲۲ انہم یقولون انما یعلمہ بلسان الذی یلحدون الیہ

اعجمی و ہذا لسان عربی مبین

ترجمہ :- وہ لوگ (کفار) کہتے ہیں کہ سکھاتا ہے اس (رسول) کو ایک شخص (سلمان) درآنجا لیکہ جس شخص (سلمان) کی طرف وہ اپنے کفر کی وجہ سے نسبت دیتے ہیں، اس کی زبان عجمی (فارسی) ہے اور اس قرآن کی زبان بالکل عربی ہے۔ پس کس طرح ان کا قول درست ہو سکتا ہے۔

طبریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ضحاک نے روایت کی ہے کہ مراد ان کی سلمان فارسی سے ہے، وہ مشرکین سے کہتے تھے کہ قصص کی تعلیم رسول خدا کو معاذ اللہ سلمانؓ نے دی ہے۔ امام راذی اور دوسرے مفسرین نے بھی لکھا ہے کہ جناب سلمانؓ بعثت سے پہلے مکہ آ گئے تھے، اسی وجہ سے کفار آنحضرتؐ پر اتہام لگاتے تھے، کہ جو کچھ جو بھی آپ ماضی کی خبریں اور کلام الہی سناتے ہیں وہ سلمان سے سیکھتے ہیں۔ پس خدا نے اس کی رد اس قول سے کی ہے: لسان الذی یلحدون اعجمی و ہذا لسان عربی مبین۔

(۱۳) والذین ہاجر واواخروا من دیارہم (الآیۃ)

وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے قول باری
 کے بارے میں شیخ جلیل علی ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد
 امیر المومنین علی ابن ابیطالب، سلمان اور ابوذرؓ ہیں جن کو نکالا گیا اور کہا
 وہ ہیں جن کو اللہ کی راہ میں اذیت دی گئی۔

(۱۴) اَلْقُلُوبُ مِنَ الْكٰفِرِ اَعْدَاۗءِ الْبَرِيۡءِ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ
 مَصَدَقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهٖ وَهَدٰى وَّ بَشَّرَ الْمُوْمِنِيْنَ
 (ب) مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ وَجَبْرِيْلَ
 مِيْكَائِيْلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكَٰفِرِيْنَ .

ایک دن حضرت سلمانؓ خدمت آنحضرتؐ میں حاضر تھے کہ ایک یہودی
 دہاں آیا اور باتوں باتوں میں بگڑا کہ کہنے لگا کہ ملائکہ میں جبرائیل ہمارا دشمن
 ہے۔ جناب سلمانؓ نے کہا جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ میکائیل کا دشمن ہے اور
 جو ان دونوں کا دشمن ہے، وہ خدا کا دشمن ہے۔ خدا نے اس قول کی تصدیق
 میں یہ دونوں آیتیں نازل فرمائی۔ جب آنحضرتؐ پر یہ دونوں آیتیں
 نازل ہوئیں، تو جناب سلمانؓ سے فرمایا۔ اے سلمان، خدا نے تمہارے
 قول کی تصدیق کی اور تمہاری رائے کو صائب قرار دیا۔
 (تفسیر امام حسن عسکریؑ بر حاشیہ تفسیر قمی ص ۱۶)

علمی مرکزیت

محقق بحر علم دکان احسان
چراغ محفل اصحاب سلمانؓ

”حضرت سلمان محمدی علم اولین و آخرین کے امین تھے۔ آپ کی
گوششوں سے حدیث کا کافی حصہ اشاعت پذیر ہوا حضرت معاذ بن جبلؓ جو
خود بھی بڑے عالم اور صاحب کمال صحابی تھے ان کے علم کے معترف تھے
چنانچہ ایک مرتبہ باتے ایک شاگرد سے کہا کہ چار آدمیوں سے علم
حاصل کرنا ان میں ایک سلمان کا نام بھی تھا۔“

(طبقات ابن سعد قسم اول ص ۱۱۱ کتاب صحابہ و تابعین)
مصنف اہل کتاب صحابہ و تابعین نے اس بات کا اعتراف بھی کر لیا ہے
کہ حدیث کا کافی حصہ آپ کی گوششوں سے اشاعت پذیر ہوا وہ آپ کے
کمال علمی کے بھی معترف ہیں اور اس کا بھی انھیں اقرار ہے کہ بارگاہ
نبوی میں آپ سے زیادہ کسی کو تقرب حاصل نہیں تھا چنانچہ امام المومنین
جناب عائشہؓ والی روایت کو نقل بھی فرمایا ہے جس میں وہ کہتی ہیں کہ سلمانؓ
فارسی کی شب کی تہائی کی صحبت آنحضرتؐ کے پاس اتنی لمبی ہوتی تھی کہ

ہم لوگ (ازواج) کو خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں ہماری باری کی زات بھی شہت میں نہ گزر جائے۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین حالات سلمان) لیکن اس کے بعد بھی تحریر فرماتے ہیں کہ جناب سلمان کی مرویات کی تعداد ساٹھ سے متجاوز نہ ہوئی اسی کو کہتے ہیں دروغ گو یا حافظ ناسخہ جناب سلمان فارسی نہ صرف قرآن مجید بلکہ تمام آسمانی کتب کا علم رکھتے تھے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ سلمان دو کتابوں کے عالم تھے کلام اللہ (قرآن مجید) اور انجیل کے انھوں نے مذہب مسیحی کے مسائل محض یاد رکھی کی زبانی نہیں سنے تھے بلکہ خود انجیل کا مطالعہ کیا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت سے عرض کیا کہ میں نے توراہ میں دیکھا ہے کہ کھانے کے بعد وضو کرنے سے برکت ہوتی ہے۔ (مندرجہ ۵ ص ۱۴۱ اہل کتاب صحابہ و تابعین) کعب الماخیر کہتے ہیں کہ سلمان علم و حکمت سے بھرے ہوئے تھے۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۱۴)

آپ نہایت معتبر و معتمد اور موثق صحابی تھے یہی وجہ ہے کہ ایک نہیں سیکڑوں احادیث کتب شیعہ میں آپ سے نقل کی گئی ہیں رمرہ صحابہ میں کوئی ایک صحابی بھی اس مرتبہ پر فائز نہ تھا جن پر جناب سلمان تھے آنحضرت اور ائمہ طاہرین کے بیشتر ارشادات میں جن میں آپ کے علمی کمالات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آنحضرت کی مشہور و معروف حدیث ہے کہ سلمان علم کا وہ دریا ہیں جو خشک نہیں ہوتا اور وہ خزانہ ہیں جو فروغ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔

امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ آپ کو علم اولین و آخرین حاصل ہے وہ ایسے دریا ہیں جو خشک نہیں ہوتا وہ ہم اہلبیت سے ہیں۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۴۴)

کسی شخص نے امیر المومنین سے آپ کے فضائل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس کا مل الایمان کا کیا کہنا اس کی طینت ہماری طینت سے ہے اور اس کی روح ہماری روح سے ہے خدا نے اس کو اول و آخر اور ظاہر و باطن کے علم سے مخصوص فرمایا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سلمان لقمان سے بہتر ہیں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱)

مشارق الانوار میں یہ حدیث مرسل بیان کی گئی ہے کہ رسول نے فرمایا کہ تم میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت سلمان کو حاصل ہے امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جابر کو کہتے سنا کہ پیغمبر خدا سے سلمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا سلمان علم کا وہ دریا ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا سلمان مخصوص ہے علم اول و آخر کے لئے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے خدا کو ناراض کیا اور جس نے سلمان کو دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا۔

ابو بختری سے مروی ہے کہ سلمان کے بارے میں امیر المومنین سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ عالم علم اول و آخر ہے وہ ایسا دریا ہے جو خشک نہیں ہوتا آپ ہی کا ارشاد ہے سلمان معرفت الہی کا دروازہ ہے جس نے اس کا اقرار کیا وہ مومن ہے اور جس نے اس سے انکار کیا وہ کافر ہے۔

مسلمان ہم اہل بیت سے ہے۔

جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہر امت میں ایک محدث ہوتا ہے میری امت میں مسلمان محدث ہے۔ لوگوں نے پوچھا محدث کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ واقعہ ہے ہر اس چیز سے جو دوسرے لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہے درآنحالیکہ اس چیز کی ان کو ضرورت ہے جب آپ سے پوچھا گیا کہ مسلمان کس طرح واقف ہوئے؟ تو آپ نے فرمایا اس نے میرے اس علم سے حاصل کیا جو میرے سینہ میں ہے ہر اس چیز کے بارے میں جو ہو چکی اور ہر اس چیز کے بارے میں جو ہونے والی ہے (نقض الرحمن)

حضرت جعفر صادق سے سوال کیا گیا کہ وہ چار شخص کون ہیں جن کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جنت ان کی فتاق ہے فرمایا مسلمان ابوذرؓ، مقدادؓ اور عمارؓ راوی نے پوچھا ان میں کون سب سے بہتر ہے آپ نے فرمایا مسلمان! پس تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پھر فرمایا کہ مسلمان کے پاس وہ علم ہے کہ اگر ابوذر کو معلوم ہو جائے تو وہ کافر ہو جائیں۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۵۹۹)

آنحضرت نے مسلمان سے فرمایا اگر تمہارا علم مقداد کی طرف پٹا دیا جائے تو وہ کافر ہو جائے

(حیات القلوب ج ۲ حالات مسلمان)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ لو علم ابوذر مانی قلب سلیمان تقتل! اگر ابوذر کو وہ علم حاصل ہو جائے جو قلب مسلمان میں ہے تو وہ ان کو قتل

کر ڈالیں۔ (نفس الرضیٰ)

شیخ کنتی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سلمان متوسلین میں سے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ سلمان کتر اسرارہ الہی ہے۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۲۹۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سلمانؓ علم کا وہ دریا ہیں جس کی آنتہا نہیں ان کے علم کا حال یہ ہے کہ ایک دن ایک مجمع کی طرف سے ہو کر گزریے دیکھا ایک شخص کھڑا ہوا کچھ بیان کر رہا ہے انہوں نے قریب جا کر اس سے کہا اے بندہ خدا! جو کچھ تو نے کل رات اپنے گھر میں کیا ہے اس کے لیے خدا سے توبہ کر یہ اکر سلمان تو آگے بڑھ گئے لوگوں نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ سلمانؓ نے تجھے یری کی طرف نسبت دی اور توبہ تے زبان سے کچھ نہ کہا اس نے جواب دیا۔ حمد سلمانؓ نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے جس کو میرے اور خدا کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ مرد حضرت ابو بکرؓ بن ابی قحافہ تھے امام جعفر صادقؑ نے یہ بھی فرمایا کہ سلمانؓ اسم اعظم جانتے تھے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۹۹)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المؤمنین علی ابن طالبؑ محدث تھے اور سلمانؓ بھی محدث تھے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سلمانؓ محدث تھے اپنے امام سے دیکر اپنے رب سے یعنی امام ان سے صریح بیان کرتے تھے اور اپنے اسرار ان کو تعلیم فرماتے تھے۔

(رجال کنتی ص ۱۹)

اس لیے کہ سوائے حجت خدا کسی دوسرے کی طرف اللہ کی جانب سے حدیث نہیں پہنچتی۔ علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اللہ کے کلام نہ کرنے کی نفی سے مراد یہ ہو کہ بواسطہ ملک سلمان یا تمیم کرتے ہوں جیسا کہ ابستہ معتبر حضرت صادق آل محمد سے منقول ہے کہ آنحضرت سے سلمان کے ذریعہ ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ملک کان میں بات کرتا تھا اور حدیث معتبر میں ہے ایک فرشتہ بزرگ حضرت گوثرنا تھا۔ راوی نے کہا کہ جیسا سلمان کی یہ صفت ہے تو امیرالمومنین کی صفات کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ ابھی حدود میں رہا اور ان باتوں کو معلوم نہ کرو جو بھاری عقل و فہم سے بالاتر ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ فرشتہ دل پر نقش کر دیتا تھا۔

(حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۶۱۵)

افسوس ہے کہ صحابہ پرست پارٹی نے اس مقدس صحابی سے محض اس بنا پر روایات نقل نہیں کیں کہ وہ حب اہلبیت تھے ان حضرات کو آپ سے کوئی محبت و ایفیت بھی نہیں ہے وہ لوگ ایسے اصحاب کی تعریفیں کرنے کرتے نہیں تھکے جن کو صحابیت سے دور کا بھی لگاؤ نہیں تھا اور سلمان جیسے کامل الایمان مخزن علم و نقل صحابی کا نام بھول کر بھی ان کی زبان پر نہیں آتا حالانکہ وہ صحابیت کی صفت اذل کے صدر میں جگہ پانے والے ہیں۔ سچ کہا ہے کس نے سہ

ہنر نیکم عداوت بزرگ تر عیبی است
گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است

آپ ارباب علم کے بڑے قدر دان تھے جب کوئی رقم ہاتھ آجاتی تو حدیث
نبوی کے شائقین کو بلا کر کھلا دیتے تھے۔

(طبقات ابن سعد جزو ۴ ص ۶۴)

ابو سعید خدری، ابوالطفیل، ابن عباس، ادس بن مالک اور ابن عمر
وغیرہ آپ کے زمرہ تلامذہ میں ہیں
(اہل کتاب صحابہ و تابعین)

بیعت حضرت ابو بکرؓ سے انحراف

جناب سلمان محمدی کی نظر میں علاوہ علی بن ابیطالبؓ کے کسی اور شخص میں وحی رسولؐ پلنے کی صلاحیت نہ تھی وہ مسلمانوں کی بھلائی اسی میں سمجھتے تھے کہ آنحضرتؐ کے بعد ان کے جانشین علی ابن ابیطالبؓ ہوں چنانچہ آپؐ فرمایا کرتے تھے۔

ایانا بعنا النبی علی الصلح المسلمین والا یتماام بعلی بن ابی طالب۔

میں نے رسولؐ کی بیعت اس بات پر کی تھی کہ مسلمانوں کی بھلائی کروں گا اور حضرت علیؓ علیہ السلام کو اپنا امام سمجھوں گا۔

آپؐ نے ہر امر میں امیر المؤمنین علی ابن ابیطالبؓ کی پیروی کرنا اور

ہر حالت میں آپؐ سے مخصوص رہنا اپنا شعار بنا لیا تھا اور یہ محبت نہ صرف اپنی ذات تک محدود تھی بلکہ دوسروں کو بھی برابر آپؐ کی پیروی و اتباع کا حکم دیتے تھے۔

ایک دن ایک مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا، آپؐ نے لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا یا ایہا الناس تم اٹھ کر اس شخص (علیؓ) کا دامن کیوں نہیں پکڑتے اور اپنی مشکلوں کو حل کیوں نہیں کرتے۔ بخدا اس کے علاوہ اور کوئی تم کو حقائق قرآن و حدیث سے باخبر نہیں کر سکتا۔

یہ تمام اردئے زمین کا حال جانتے ہیں۔ زمین انہی کی وجہ سے ساکن ہے اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو علم کی روشنی معدوم ہو جاتی۔ یہی سرچشمہ ہدایت اور بھر کر امت ہیں۔

سید عارف میر مخموم نے اپنے بعض رسائل میں امیر المؤمنین سے محبت مسلمان کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمان نے ظاہر و باطن میں ہرگز میری مخالفت نہیں کی جو کچھ میں نے پسند کیا، وہی مسلمان نے پسند کیا۔ (مجالس المؤمنین ص ۸۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مسلمان نے اپنا نفس امیر المؤمنین کے حوالے کر دیا تھا۔

اس راہ محبت و مودت میں آپ کو سخت سے سخت اذیتیں اٹھانا پڑیں لیکن ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ وفات پیغمبر اسلام کے بعد بیعت حضرت ابو بکر کے لئے آپ کو مجبور کیا گیا اور اس قدر مارا گیا کہ آپ کی گردن ٹیڑھی ہو گئی جو آپ کی وفات تک ویسی ہی رہی کتاب کامل بہائی میں ہے کہ جب جناب مسلمان نے آل پیغمبر کی پیروی میں خلیفہ اول کی بیعت سے انکار کر دیا تو حضرت مرنے ان سے کہا کہ بنی ہاشم نے تو اس وجہ سے بیعت نہیں کی کہ وہ لوگ اپنے آپ کو ہم لوگوں سے افضل کہتے ہیں مگر تم کو کیا ہوا کہ بیعت سے انکار کرتے ہو جناب مسلمان نے جواب دیا: انا شیعة لهم فی الدنيا والاخرة اتخلف بتخلفهم وایایع بیعتتھم۔ میں ان حضرات کا شیعہ ہوں دنیا میں بھی اور آخرت

میں بھی یہ حضرات بیعت سے مخالفت کریں گے تو میں بھی کروں گا۔ اور یہ حضرات بیعت کریں گے تو میں بھی بیعت کروں گا۔

علامہ ابو محمد عبداللہ ابن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۳۷۰ھ نے جو مشاہیر علماء حنفیہ میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اٹھارہ صحابہ رافضی تھے جن میں ایک مسلمان بھی تھے۔ (مجالس المؤمنین ص ۸۸)

آپ ایسے پُر خلوص و پُر جوش شیعہ تھے کہ جب بارہ اصحاب پیغمبر نے یہ طے کیا کہ حضرت ابوبکر کو منبر سے اتار لیں تو ان میں مسلمان بھی تھے۔ ابان ابن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا اصحاب پیغمبر میں سے کسی نے ابوبکر سے پیغمبر اسلام کی جگہ پر بیٹھ جانے کو ناپسند بھی کیا حضرت نے فرمایا ہاں بارہ افراد نے اسے ناپسند کیا۔ ان میں ہاجرین کے حسب ذیل افراد تھے: مقداد بن اسود، ابوذر غفاریؓ، سلمان فارسیؓ، بریدہ اسلمیؓ، خالد بن سعیدؓ، عمار یاسر اور انصار سے حسب ذیل افراد نے اسے ناپسند نظروں سے دیکھا: ابوالہشیم بن تیہان عثمان بن حنیف، سہیل بن حنیف، حزیق بن ثابت، ابی بن کعب اور ابو ایوب انصاریؓ۔ ان لوگوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ جب حضرت ابوبکر منبر رسول پر آکر بیٹھیں تو انہیں منبر سے نیچے اتار لیا جائے۔ بعض نے کہا یہ اس وقت نہ کرنا چاہیے۔ جب تک امیر المؤمنین سے مشورہ نہ کر لیا جائے۔ یہ سب لوگ ایک ساتھ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے، اور عرض کیا کہ اے مولا، آپ نے اپنا حق چھوڑ دیا، اور اپنے دست تصرف کو خلافت سے علیحدہ کر لیا حالانکہ پیغمبر

اسلام نے فرمایا ہے کہ علیؑ مع الحق والحق مع علیؑ یہی سبیل کیف ما مال
 علیؑ حق۔ ساتھ میں اور حق علیؑ کے ساتھ حق ادھر نظر آتا ہے جدھر علیؑ مٹتے
 ہیں اے آقا، ہم لوگ یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کو منبر رسولؐ سے
 بچنے آتا رہیں ہم اس وقت اس کے متعلق آپ سے مشورہ کرنے آئے ہیں۔ حضرت
 نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم لوگ ایسا کر دو گے تو یہ لوگ تلوار کھینچے ہوئے میرے
 پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ جل کر حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کجھے درنہ نام
 آپ کو قتل کر دیں گے اور جب لوگ یہ کریں گے تو سچھے ان کو دور کرنا ضروری
 ہوگا حالانکہ پیغمبر نے مجھ سے فرمایا ہے کہ یہ امت میرے بعد تم سے غداری
 کرے گی اور میرے عہد و پیمانہ کو توڑ دے گی اے علیؑ تم کو مجھ سے وہی
 نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی جس طرح بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کو ہارونؑ
 کو جھوڑ دیا تھا اور گنہگار کی پرستش کرنے لگے تھے اسی طرح یہ امت تم کو جھوڑ
 دے گی اور کسی دوسرے کو خلافت کے لیے جنمے گی میں نے عرض کیا اے خدا
 کے رسول میں ان لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کروں حضرت نے فرمایا اگر نا ضروری
 مددگار پانا تو جنگ کرنا اور اگر نا ضروری اور نہ پانا تو میرے پاس آنے کے
 وقت تک صبر کرنا۔ (مجلس المؤمنین ص ۷۷)

صاحب نسخ التواتر جلد ۲ صفحہ ۲۷ پر حالات سقیفہ میں تحریر کرتے ہیں
 کہ جناب سلمان فارسی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت حضرت ابو بکرؓ کے وقت
 موجود تھے چونکہ انھیں یہ بیعت ناگوار و نا پسند تھی اس لیے انھوں نے اپنی
 مادری زبان میں کہا کہ "کرید و کرید" تم نے بیعت کی اور نہیں کی جناب

سلمانؓ نے ان کلمات سے اس امر کی طرف کنا یہ تھا کہ اے ہماجرین و انصار بیعت کرنا درست تھا لیکن علی ابن ابی طالبؓ کی بیعت کرنا چاہئے تھا مگر تم نے ان سے بیعت نہیں کی گویا تمہاری یہ بیعت بیعت ہی نہیں ہے اسی مطلب کو جناب سلمانؓ نے عوبلی میں کہا اصبتتم الخیر و لکن اخطاتتم المعدن بیعت کر کے تم نے نیکی پائی لیکن معدن (علیؓ ابن ابی طالب) کی بیعت ترک کر کے تم نے غلطی کی ہے اس موقع پر جناب سلمان فارسی کے اس قول کو بھی نقل کیا ہے اصبتتم ذالسن منکم و اخطاتتم اہلبیت نبیتکم ما لو جعلتموا ہا فیہم ما اختلف منکم اثنان و لا کلمتو ہا رغداً بیعت کر کے سن (بوڑھے) آدمی کو تم نے پایا لیکن اہلبیت نبیؐ کی بیعت نہ کر کے تم نے غلطی کی ہے اگر تم خلافت کو اہلبیت نبیؐ میں قرار دیتے اور ان کی بیعت کر لیتے تو تم میں سے دو آدمی بھی آپس میں اختلاف نہ کرنے اور تم لوگ خوشی اور قراخ و نی کے ساتھ دنیا میں کھاتے پیتے جناب سلمان فارسی کے پہلے قول کو علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے بھی شرح بیج البلاغہ میں نقل کیا ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ بارہ افراد منبر رسولؐ کو گھیر کر بیٹھے جب خالد بن سعید احتجاج کر چکے تو جناب سلمانؓ محمدی کھڑے ہوئے اور کہا کہ کر دید و نکرد دید تم نے کیا اور نہ کیا یہ کہہ کر بیعت سے انکار کر دیا آپس یہ سنتا تھا کہ ان کی گردن مروڑ دی گئی جناب سلمانؓ محمدی نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ موت جسے تم نہیں جانتے ہو کب آئے گی جب آجائے گی تو کس کے پاس جا کر پناہ لوگے وہ شخص جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے رسولؐ سے تم سے

زیادہ قریب قرابت رکھتا ہے سادیل کتاب و سنت نبی کو تم سے زیادہ جانتا ہے اس سے مقدم ہونے کے بارے میں تمہارے پاس کیا جواب ہے جس کو اللہ کے رسولؐ نے اپنی حیات میں مقدم کیا ہے اور وفات کے وقت تم کو اس کے حقوق کی مراعات کرنے کی وصیت کی ہے۔ لیکن تم نے اس کے بارے میں حضرت کے قول کو ترک کر دیا وصیت کو بھلا دیا حضرت سے جو وعدہ کیا تھا اس کی نفی لفت کی عہد کو توڑا تم لوگوں کو اسامہ بن زید کے علم کے ساتھ ہو جانے کے لیے حضرت نے جو گرہ باندھی تھی اس کے بعد جس طرح کے امور تم لوگ بحال آتے ہو اس سے ڈرتے رہو حضرت کی مخالفت میں ملحق ہرے اور عظیم امور کو تم بحال آئے ہو ان سے بچو! حضرت نے امت کو ان پر متنبہ کرنے کے لیے جو گرہ باندھی تھی تم نے اس کو کھول دیا اسے ابو بکر غفیریہ تمہارے ہاتھوں نے جو کچھ کما یا ہے اسے اٹھا کر لے جاؤ گے کا حق تم جلدی حق کی طرف پلٹ جاتے اور اسے کیے کی تلافی کرتے تو یہ اس دن تمہاری نجات کا سبب بن جاتی جب تم قر کے گڑھے میں تہتا رہو گے اور تمہارے مددگار تم کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اس لیے یہ سب کچھ اسکی طرح تم نے بھی سنا ہے جس طرح ہم نے سنا ہے تم نے بھی دیکھا ہے جس طرح ہم نے دیکھا ہے لیکن پھر بھی تم نے خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیتے سے انکار نہیں کیا جس کو اختیار کرنے کی تمہارے پاس کوئی دلیل و عند نہیں ہے اس لیے تم خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو، کان کھول کر سن لو جو خدا سے ڈرا اس نے حجت تمام کر دی تمام عند دور کر دے اور تم ان لوگوں میں نہ جاؤ

جو پشت پھیر لیتے ہیں اور بکرا اختیار کر لیتے ہیں۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ یہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ جب سچ ماجرن
 خالد بن سعید، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود، عمار یا سمر
 ہریرہ، اسلمی اور بھہ انصاری ابوالمہشم بن تہان، سہیل اور عثمان فرزند ان
 حنیفہ، خزیمہ بن ثابت، ذوالشہادتین، ابی بن کعب، ابوا یوب
 انصاری جمعہ کے دن منبر رسول کو گھر کر بیٹھے اور حضرت علیؑ کے حق خلافت
 کو چھین لینے کے خلاف احتجاج کیا تو حضرت ابوبکر سے جواب نہ بن پڑا
 اور کہنے لگے ولینتکودلست بخیر کھرا قیلوننی اقیلوننی میں تمہارا خلیفہ
 تو ہو گیا ہوں لیکن میں تم میں کا بہتر آدمی نہیں ہوں مجھے چھوڑ دو مجھے چھوڑ
 دو اور اس کے بعد ذمہ داران خلافت تین دن تک گھر میں بیٹھے رہنے
 اور یاہری نہیں نکلے پوچھے دن خالد بن ولید ہزار آدمیوں کے ساتھ سالم
 غلام خدیفہ ہزار آدمیوں کے ساتھ اور معاذ بن جبل ہزار آدمیوں کے ساتھ
 ہر ہنہ تلواریں لیے مدینہ میں آئے اور ایک ایک کر کے اور آدمی جمع ہونے
 لگے یاں تک کہ چار ہزار ہو گئے۔ ہر ہنہ تلواریں لیے باہر آئے آگے
 آگے حضرت عمرؓ کے یہ سب مسجد نبوی میں آئے اور کہہ رہے تھے کہ اے
 اصحاب علیؑ تم نے جو گفتگو چند روز قبل کی تھی اگر اب کرو گے تو سر تن
 سے جدا کر دیں گے یہ سن کر جناب خالد بن سعید نے کہا صہاک جشیہ کے
 بیٹے تو نہجے اپنی تلواروں سے ڈراتا ہے چونکہ جنت خدا ہمارے ساتھ ہے
 ہماری تلواریں تمہاری تلواروں سے زیادہ تیز ہیں اس لیے ہم ان سے خوفزدہ

نہیں ہو سکتے اگرچہ تعداد میں تم سے بہت کم ہیں خدا کی قسم اگر امام کی اطاعت
 مقدم و اولیٰ نہ ہوتی تو ہم ابھی ابھی ابھی تو ایسی نیام سے نکال کر تم سے
 جہاد کرتے اور مخالفت کا مزہ چکھاتے اور حجت تمام کر دیتے۔ حضرت امیر المؤمنینؑ
 نے جب خالد بن سعید بن عاص کی یہ تقریر سنی تو ارشاد فرمایا کہ خالد بیٹھ جاؤ! خدا
 خدا و تد عالم تمھاری منزل کو خوب جانتا ہے اور اس نے اسے مشکور قرار دیا
 ہے۔ جناب خالد تو حضرت کا یہ کلام سنا کر بیٹھ گئے لیکن جناب سلمان محمدیؓ اللہ
 کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر سمعت رسول اللہ والا صممتا
 يقول بین اخی و ابن عمی جالس فی مسجدی مع نفر من اصحابہ
 اذ یکسبہ جماعة من کلاب اهل النار یریدون قتله و قتل
 معه و لست اشک الا و انکم ہم فہم بہ عمرو بن خطاب ثوب
 الیہ امیر المؤمنین واخذ بہم جامع ثوبہ ثم جلد بہ الارض ثم
 قال یا ابن صرھاک الحبتیہ لولا کتاب اللہ بسق و عہد من
 رسول اللہ تقدم لاریتک ایھا وضعف ناصوا و اقل عدد اشر
 التفت الی اصحابہ فقال انصر فوار حکم اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر میں
 رسول خدا کو فرماتے رہا ہے اور اگر نہ بنا ہو تو میرے دونوں کان ہرے ہو جائیں
 حضرت نے فرمایا کہ ایک دن مسجد میں میرا بھائی اور ابن عم اپنے اصحاب کے
 ساتھ بیٹھا ہوگا اس پر ایک جماعت تھنی کرے گی جو جہمی کہتے ہوں گے
 اور وہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا چاہیں گے کوئی اٹک نہیں
 جماعت تم ہی لوگ ہو یہ سنتا تھا کہ حضرت عمر نے جناب سلمان کے قتل کا

ارادہ کیا یہ دیکھ کر حضرت امیر المومنین نے حضرت عمر کا گریبان پکڑ کر انھیں
 زمین پر دس مارا اور فرمایا صہماگ جشیہ کے بیٹے اگر پہلے سے کتاب خدا
 در رسول کا ہمدنہ ہوتا تو میں دکھا دیتا کہ کس کے مدگار کمزور اور تعداد میں
 کم ہیں اور اپنے اصحاب سے کہا واپس جاؤ خدا تم پر رحمت نازل فرمائے۔
 (بخاری التوارخ ج ۸ صفحہ ۱۰۷)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وفات پیغمبر کے بعد تمام اصحاب مرتد
 ہو گئے تھے سوائے تین کے لوگوں نے کہا وہ تین کون ہیں آپ نے فرمایا
 وہ مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی ہیں بعد میں جب لوگوں
 کو معلوم ہوا کہ ان تینوں نے بیعت ابو بکر نہیں کی ہے تو ابوسنان، عمار یا مسر
 شنیہ، ابو عمرہ اگر ملحق ہو گئے تھے (ناسخ التوارخ جلد ۱ صفحہ ۱۰۷)
 یہی امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔

درویش صفت گورنر

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جناب سلمان محمدیؓ عرصہ تک مدینہ میں رہے
 عہد صدیقی کے آخر یا عہد فاروقی کی ابتدا میں انھوں نے مطلقاً کی سکونت
 اختیار کی۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین ص ۵۲)

غالباً مدینہ چھوڑ دینے کے بعد ہی کا یہ قول ہوگا جس کو ابن بابویہ
 نے نقل فرمایا ہے کہ آپؐ اکثر کہا کرتے تھے کہ تین چیزیں مجھے رلاتی ہیں
 جن میں ایک محمد مصطفیٰؐ اور ان کے دوستوں کی مفارقت ہے۔

اس لیے کہ وفات پیغمبر کے بعد ان کے اطہاریت موجود تھے قیام مدینہ
 میں ان کو دیکھ کر ان کے جذبہ محبت کی تسکین ہو سکتی تھی پھر مدینہ کی
 مدت حیات میں یہ فرمانا بے محل معلوم ہوتا ہے آپ کے اس قول سے پتہ
 یہ چلتا ہے کہ وہ بجز مدینہ سے نکالے گئے تھے وہ امیر المؤمنین معصومہ
 عالمیان اور ان کے دونوں فرزندوں کی مفارقت برضا و رغبت کیسے
 اختیار کرتے جب کہ اس کا انھیں اتنا افسوس رہا کہ زندگی بھر اس کا تذکرہ
 کر کے روتے رہے۔

عہد فاروقی میں وہ مدائن کے گورنر بنا کر بھیجے گئے تھے ان کو دنیاوی

منصب کی کوئی خواہش نہ تھی پھر انھوں نے گورنری کے عہدہ کو کیوں قبول کیا اس کا جواب ان کے اس خط سے مل جاتا ہے جو حضرت عمر کے خط کے جواب میں انھوں نے مدائن سے لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ آگاہ ہو کہ میں نے اس حکومت کو صرف اس لیے منظور کیا ہے کہ لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلاؤں اور ضلالت و گمراہی سے بچاؤں۔

وہ خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول کی صحبت مسلمانوں کی خیر خواہی اور علی ابن ابی طالب کو اپنا امام قرار دینے پر کی تھی اور مسلمانوں کی بھلائی علیؑ کی پیروی میں مضمر تھی لہذا امیر المومنین ہی نے آپ کو اس عہدہ کو قبول کر لینے پر آمادہ کیا تھا۔

دنیا جانتی ہے کہ ایک گورنر کس شان سے اپنے عہدہ گورنری کے لیے جاتا ہے۔ ساتھ میں نگران ہوتے ہیں باڈی گارڈ ہوتے ہیں پہلے سے اپنی آمد کے وقت اور تاریخ کا تعین کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگ استقبال کے لیے بیرون شہر جمع ہو جائیں اور شہر کی شاہراہوں کو آراستہ کر دیا جائے جگہ جگہ حفاظتی اقدامات کر دیئے جائیں اور گورنر ہاؤس کو سجا دیا جائے لیکن اگر اسلامی گورنر بھی اسی شان و اہتمام کے ساتھ جائے تو پھر دنیا وہی حاکم اور اسلامی حاکم میں فرق ہی کیا رہے سلمانؓ جب مدائن کے گورنر بنا کر بھیجے گئے تو وہ بہت ہی سیدھے سادھے طریقہ سے گئے ان سے پہلے جو لوگ مدائن کے گورنر ہو کر گئے تھے انھوں نے اہل مدائن کو بڑی شان و شوکت دکھائی تھی اور بہت کچھ لوٹ مار

مچا کر سونے، چاندی سے صندوق بھرتے تھے (یہ بھی اسلامی حکومت کے
 گورنر تھے) لیکن دنیاوی گورنروں میں اور ان میں کوئی فرق نہ تھا جب اہل
 مدائن کو معلوم ہوا کہ سلمان بن حاکم بن کمر آرہے ہیں تو وہ گمراہ درگروہ ان کے
 استقبال کے لئے مدائن سے باہر آئے، لیکن جب دیکھا کہ گورنر صاحب لعل
 میں بوریا دبائے مٹی کا ایک ٹوٹا ہاتھ میں لئے بھٹی ہوئی عبا پہنے اونٹ
 سے تنہا اتر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ نہ کوئی حاجب ہے نہ پہرے دار، تو
 ایک دوسرے کو حسرت سے نکلنے لگے کسی نے کہا لاڈ پتہ تو لگائیں گمراہ شخص کون
 ہے، ہو سکتا ہے گورنر صاحب کا کوئی خبر رساں ہو لوگوں نے پوچھا اے شخص
 آج اسی وقت میں ہمارے گورنر صاحب کے آنے کی خبر تھی تمہیں کہیں ان کی
 سواری ملی ہو تو بتاؤ؟ انھیں کیا معلوم کہ یہی گورنر صاحب ہیں جواب یہ یادہ
 جس کا تم انتظار کر رہے ہو میں ہی ہوں۔ لوگوں نے جب یہ سنا تو بڑے شرمندہ
 ہوئے لیکن دل ہی دل میں کہتے تھے یہ بیچارے یہاں کیا حکومت کریں گے۔
 بالآخر شہر میں لیجا کر پوچھا حضور کا قیام کس دارالامارۃ میں رہے گا۔ فرمایا
 فقیروں کو دارالامارۃ سے کیا تعلق، ایک مسجد میں پہنچا دو میں وہیں رہونگا۔
 یہ سن کر ان لوگوں کو اور زیادہ مایوسی ہوئی پھر انہوں نے پوچھا حضور کے
 طعام (کھانے) کیا بندوبست کیا جائے، فرمایا تم اس کی فکر نہ کرو میں
 اس کا انتظام خود کر لوں گا۔ میں مسلمانوں کے بیت المال سے ایک جہہ (دانہ)
 بھی لینا نہیں چاہتا۔ اپنے ہاتھ سے روزی پیدا کروں گا، اور کھاؤں گا۔
 خدا نے مجھے اتنی قدرت دی ہے کہ اپنی روزی آپ پیدا کر سکوں۔ لوگ

یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

الغرض آپ اس منصب پر فائز ہونے کے باوجود ذلیل بنتے تھے۔ اور اسی کی مزدوری سے کھانے اور پینے کا بندوبست کرتے تھے طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ چٹائی بنتے تھے، اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی۔ اس کا ایک تہائی اصل سرمایہ کے لئے رکھ لیتے تھے۔ ایک تہائی اہل و عیال پر خرچ فرماتے اور ایک تہائی غریبوں پر خرچ کر دیتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۶۴)

وہ تیس ہزار آدمیوں پر حکومت کرتے تھے اور پانچ ہزار روپے وظیفہ پاتے تھے جو سب کا سب غریبوں اور مسکینوں پر خیرات کر دیتے تھے، اور مزدوری کر کے اپنی غذا اور لباس مہیا فرماتے تھے۔ آپ کے پاس ایک چادری تھی جس کے آدھے حصے کو پہنتے اور آدھی کو بطور فرش بچھاتے تھے۔ لوگوں نے کہا بھی کہ آپ حاکم ہیں۔ اور تنخواہ پاتے ہیں پھر کیوں مزدوری کرتے ہیں جواب دیا میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ کی مزدوری سے اپنی غذا کا سامان مہیا کروں۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ حالات سلمان)

الودرداء کی والدہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ سلمان مدائن سے شام آئے۔ جبکہ وہ وہاں کے حاکم تھے مگر اپنی سادگی کی وجہ سے معمولی لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان سے پوچھا گیا، کہ اپنے اپنے کو اس حالت میں کیوں بنا رکھا ہے۔ اپنے فرمایا آرام اور راحت تو صرف آخرت کے لئے ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

وہ گورنری کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود کبھی کسی معمولی سے معمولی کام کرنے میں عیب نہ سمجھتے تھے۔ وہ اس حالت میں بھی گائیں اور بکریاں چرتے تھے۔ رحم دل ایسے غلاموں سے دو کام ایک ساتھ کبھی نہیں لیتے تھے۔ اگر کسی غلام کو کام کے لئے بھیجتے، تو اس کا کام خود کرنے لگتے تھے۔ ابو قلابہ راوی ہیں کہ ایک شخص سلمان کے یہاں گیا دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے آٹا گوندھ رہے ہیں، پوچھا خادم کہاں ہے، فرمایا کام سے بھیجا ہے مجھ کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ دو دو کاموں کا بار اس پر ڈالوں۔

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۴۲)

وہ حلم و انکساری کا مکمل نمونہ تھے۔ اسی گورنری کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص بالئس کا بوجھ لئے جا رہا تھا آپ اس کے قریب سے ہو کر گزرے جس سے آپ کے بدن میں خراش آگئی۔ آپ نے اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلا کر کہا جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھا لو خدام کو زندہ رکھے۔ ایک شخص ایک گٹھائے آتا تھا، تو اس نے آپ کو دیکھا کہ جسم پر ایک چھوٹی سی عیبا تھی اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ مدائن کے حاکم ہیں۔ اس نے بلا کر کہا یہاں آئیہ بوجھ اٹھائے چلو جب لوگوں نے آپ کو بوجھ لیجاتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ تو نے یہ کیا غضب کیا یہ تو یہاں کے حاکم ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا، آپ نے فرمایا جب تک میں اس کو تمہارے گھر تک پہنچا نہ آؤں گا ہرگز نہ تاروں گا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے گھاس خریدی اس کو مزدور کی ضرورت ہوئی، وہ آپ سے واقف نہ تھا جب اس نے آپ کو دیکھا

سبیل سکینہ

۹۲

حیدرآباد الیوم آہان ہفت نمبر ۱۹۸۱

تو مزدور سمجھ کر آواز دی آپ جب اس کے قریب آئے تو اس نے ان کے سر پر گھاس لاد دی جب وہ راستے پر گزرتے تھے تو ان کو دیکھ کر لوگوں نے کہا اس کو ہم آپ کے بدلے اٹھالیتے ہیں، ہمیں دیدیکھئے اس شخص نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ رسولی کے صحابی اور ہمارے امیر ہیں اس نے معذرت چاہی مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو نیت کر لی ہے کہ اس کو تھما لے گھر تک پہنچا کر دم لوں گا۔

لیکن نیکی کی دنیا کب رہی ہے اور اللہ کے بھلے بندوں کی قدر دانی کس زمانہ میں ہوئی ہے اگر دنیا سچائی کی قدر دان ہوتی تو اللہ کے پیروں کو قتل ہی کیوں کیا جاتا بد معاش اور بد طینت انسان تک آدمی کی نیکی سے ناجائز فائدہ اٹھانے لگتے ہیں چنانچہ یہی ہوا بجائے قدر کرنے کے بد معاشوں نے جب دیکھا کہ یہ تو حد درجہ سیدھے آدمی ہیں کسی سے سختی روا نہیں رکھتے تو تمام مدائن میں شورش پھیل گئی جا بجا ڈاکے پڑنے لگے لوگوں نے آپ کو خبر کی فرمایا اچھا اس کا بند و بست آج کر دیا جائے گا ایک منادی کو بلا کر شہر میں اعلان کر دیا کہ نصف شب کے بعد جو کوئی گھر سے باہر نکلے گا اس کی جان کی ذمہ داری نہیں۔ اس پر لوگوں نے قہقہے لگائے بد معاشوں کے دل پر کوئی خوف طاری نہ ہوا اور دلی میں ٹھان لی کہ آج رات کو ضرور نکلیں گے بھلا دیکھیں یہ ہمارا کیا بگاڑتے ہیں ادھر اس مقرب بارگاہ صمدی نے نماز مغربین پڑھ کر یہ انتظام کیا کہ مسجد سے اٹھ کر ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں کتوں کا ایک گروہ جمع تھا ان سے فرمایا

اے مخلوق خدا آج کی رات انتظام تمہارے سپرد ہے جو شخص آدھی رات کے بعد گھر سے نکلے اس کا کام تمام کر دو یہ کہہ کر اپنے مقام پر واپس آگئے رات کو لوگ لے دھڑک بغرض امتحان نکلے وہاں کتوں کا لشکر ہرے پر موجود تھا ہی دم کے دم میں چیر بھیاڑ کر کام تمام کر دیا صبح کو لوگ روتے پٹیتے باحال پریشان آپ کی خدمت میں آئے اور رات کا اجر بیان کیا فرمایا مہلت تھے کہ میں یہاں کا انتظام نہیں کر سکتا۔ ارے جو تو فواید دنیا تو وہ مقام ہے جس کا بندوبست انسان تو انسان کے تک کر سکتے ہیں۔ مگر میں اس طرح کا انتظام بند نہیں کرتا جس سے مخلوق خدا پر ظلم ہو میں عدل کرنے اور لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلانے کے لیے آیا ہوں نہ عیش کرنے اور خلق خدا کو تانے کے لیے تم لوگوں نے میری قدر نہ کی اس کا انجام دیکھ لیا اگر اب بھی باز نہ آئے تو اس سے زیادہ ذلیل ہو گے الغرض اس کے بعد وہاں کوئی چوری نہ ہوئی (حیات القلوب، نفس الرحمن) اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ اس بے مثال بدبر کی قدر حضرت عمر بن خطاب کی سرکار میں ذرہ برابر نہ ہوئی بلکہ بجائے قدر کے اٹا الزام عائد کیا گیا چند روز بعد ہی دربار خلافت سے ایک فرمان سلطان کے نام صادر ہوا جس میں ان کے اصول سیاست پر اعتراضات کیے گئے تھے شیخ احمد بن ابی طالب نے کتاب احتجاج میں روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر نے پسر حذیفہ بن یمان کے بعد والی مدائن بنایا اور سلطان نے امیر المومنین کی اجازت پر قبول کر لیا تو حضرت عمر نے یہ خط لکھا تھا جس کا

جواب جناب سلمانؓ نے اس طرح دیا ہے۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط سلمانؓ آزا کردہ رسول خدا کا عمر بن خطابؓ
 کے نام۔ اما بعد اے عمر! میں نے آپ کے خط کو اول سے آخر تک پڑھا
 جہاں تک ٹھیکو ملامت اور سرزنش کی گئی ہے وہ سب مقامات میرے
 پیش نظر ہیں آپ کی خواہش یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں پسر خدیفہ کے اعمال
 کی پیروی کروں اور مخلوق خدا کو ناخوش کر کے بقیں راضی و خوشنود کروں
 تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے اس حکومت کی پروا نہیں ہے اگر خدا نے
 یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن الا لیلہ کے ذریعہ برگمانی
 اور پردہ دری کی مانگت نہ کی ہوتی تو پسر خدیفہ کے حالات آپ سے
 بیان کرتا۔ آپ کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ میں زنبیل بنتا اور تان جو کھاتا ہوں
 تو جناب والا یہ کون سی قابل ملامت بات ہے اور اس کو امور سلطنت سے
 کیا واسطہ؟ اے پسر خطاب میرے نزدیک جو کھاتا اور زنبیل بنتا کسی
 بندہ مومن کا حق غضب کرنے اور لذت کھانا کھانے سے کہیں بہتر ہے میں
 خدا ایسی آنکھ سے دیکھا ہے کہ حضرت رسول خدا تان جو کھا کر بہت خوش
 ہونے لگے میں نے اس بندہ کو اس لیے قبول نہیں کیا ہے کہ عیش و عشرت
 میں بسر کروں۔

آپ کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جو کچھ میں جمع کرتا ہوں فقیروں اور
 محتاجوں کو دیدتا ہوں آپ کو اس پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے، بیشک
 میں فقیروں اور محتاجوں کی فقر و فاقہ میں خبر لیتا ہوں اور بقدر امکان

ان کی حاجت برابری کرتا ہوں آپ روکنے والے کون؟ کھدائے مطلق
اس کا پرواہ نہیں کہ میرے حلق سے گیہوں کی روٹی اترے یا جو کا بھوکا
بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ خلق خدا تو بھوکوں مرے اور میں منہ حکومت
پر بیٹھ کر مزے اڑاؤں۔ آپہنما بتائیے قیامت میں خدا کو کیا جواب
دینے پڑے گا؟ قیصر اعتراض یہ ہے کہ میں نے حکومت کو سست و طبیعت اور
اپنے نفس کو ذلیل بنا رکھا ہے کہ اہل مدائن مجھے امیر نہیں سمجھتے اور انھوں
نے مجھے بمنزلہ پل کے سمجھ لیا ہے کہ جس کے اوپر سے وہ عبور کرتے ہیں
اور اپنے بوجھ میرے کا ندھوں پر رکھ دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ
سرکش و بدکار جن کو میری حکومت میں راحت نصیب نہیں مجھ سے ناخوش
ہو کر بے جا الترام میرے اوپر لگا رہے ہیں میں ہمارے ستوں کی خواہشات
نفسانی کو پورا نہیں کر سکتا ظالموں کا ظلم مظلوموں پر نہیں دیکھ سکتا آپ
کہتے ہیں یہ بات سلطنت میں ضعف پیدا کرتی ہے میں سمجھتا ہوں حکومت کا
حقیقی نشاہی ہے میں اطاعت الہی میں ذلیل ہونے کو معصیت کی عزت
سے زیادہ محبوب جانتا ہوں غریبوں سے ملنا اور ناداروں سے تواضع پیش
آنا انسان کو ذلیل نہیں بناتا کیا آپ نہیں جانتے کہ رسول خدا کس طرح لوگوں
کا دل ہاتھوں میں لیتے تھے اور کسی تالیف قلب فرماتے تھے کہ انھیں میرے
ایک شخص معلوم ہوتے تھے اگرچہ آپ بادشاہ دین و دنیا تھے مگر بد مزہ کھانے
نوش فرماتے تھے موٹے چھوٹے کپڑے پہنتے تھے اور تمام لوگ خواہ امیر
ہوں یا غریب ہوں یا عجم ان کی نظر میں برابر تھے میں نے خود حضرت کو

یہ فرماتے ہوئے مناسب ہے کہ جو شخص میرے بعد کم سے کم سات مسلمانوں کا خاتم
ہوگا اور ان کے درمیان عدل قائم نہ رکھے گا خداوند عالم روز جزا اس پر
غضبناک ہوگا۔

بس اسے عمر! میری تمنا یہ ہے کہ جلد از جلد امارت مدائن سے دست کش
ہو جاؤں اور اپنے اس نفس کو جس پر آپ نے الزام لگایا ہے آزادی سے ندرت
خلق میں مصروف کر دوں۔ اسے عمر غور کرو اس شخص کا پیش خدا کیا حال ہوگا جو
حاکم ہو کر معایا کے درمیان عدل کو قائم نہ رکھے گا آگاہ ہو کہ میں نے اس حکومت
کو صرف اس لیے قبول کیا تھا کہ لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلاؤں اور ضلالت و
گمراہی سے بچاؤں۔ میں جانتا ہوں کہ اگر ان اہل مدائن میں کچھ بھی صلاحیت
و قابلیت ہوتی اور احکامِ خدا کی پابندی کرتے ہوتے تو خدا ضرور ان میں سے
کسی مرد صالح و عاقل کو حاکم مقرر کرتا میرے یہاں حاکم بن کر آنے کی نوبت
ہی نہ آتی اور اگر ان کے دلوں میں خوفِ خدا ہوتا اور اپنے پیغمبر کے حکم کو
مانتے ہوتے تو آپ کی خلافت کو تسلیم ہی نہ کرتے اور آپ کو امیر المؤمنین ہی
نہ کہتے بس اب جو آپ کا دل چاہے وہ کچھ بھی ہے اس کی قطعاً پرواہ نہیں میں
جانتا ہوں کہ آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اگر آپ کچھ کریں بھی تو آپ کی
حکومت بس اسی دنیا تک محدود ہے اسے عمر اس جہلت پر جو خدا نے
دیے رکھی ہے مفروضہ ہونا چاہیے اس سخت مزاجی کا بدلہ ایک دن ضرور
ملے گا۔ (حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۶۷ کتاب احتجاج ص ۶۷)

کاشی آج سوشلزم اور کمیونزم نظام کے حامی حکام صرف نرہی ہٹاؤ گا

تریانی نوہ لگانے کے بجائے اس طرز حکومت کا جو جناب سلمان نے پیش کیا
 عشر عشر ہی اپنالیں تو دنیا میں ہر شخص کو سکون و اطمینان کی سانس لیتے
 کا موقع مل جائے۔ ساج ایک طرف تو سرمایہ داری کو ختم کیا جا رہا ہے اور دوسری
 طرف یہ سرمایہ حکام وقت کے عیش و عشرت کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔ درحقیقت
 دنیا کی حکومتوں نے سرمایہ داروں سے چھین کر غریبوں کے ساتھ کوئی بہرہ دہی
 نہیں کی بلکہ سرمایہ داروں کو بھی غریب بنا کر ان کی تعداد میں اضافہ کر دیا اور
 خود سرمایہ داری کے مخالف سرمایہ دار بن بیٹھے لاکھوں اور کروڑوں انسان ان پر
 فریب ڈاکوؤں کے نیچے ظلم کا شکار ہو کر مردہ بدست زندہ کا مصداق بنے ہوئے
 ہیں۔

حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۸۹

کرامات

یوں تو جس کو چاہے صحابی رسول اکرمؐ تکبے آپ کو اختیار ہے لیکن اس لفظ کا صحیح مصداق صرف چند ہی افراد ہیں صحابی صحبت کے مشتق ہے صحابی رسولؐ وہ جس نے رسولؐ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو نہ کہ ہر وہ شخص جس نے رسولؐ کو دیکھ لیا ہو یا رسولؐ کا زمانہ دیکھ لیا ہو۔

صحبت کا اثر انسان کی زندگی کے ہر شعبہ پر پڑتا ہے اور صحبت نہ صرف انسان میں اثر انداز ہوتی ہے بلکہ حیوانات و نباتات اور جمادات بھی اس سے متشنی نہیں ہیں آپؐ چند خوشبودار بھول لیکر تھوڑی دیر اپنے رومال میں رکھ لیں اور ان بھولوں کو رومال سے علیحدہ کر دیں بھول اب رومال میں نہیں ہیں لیکن ان کی خوشبودار بھول میں ضرر باقی رہے گی یہ ہے صحبت کا اثر۔ اسی طرح جلتی ہوئی آگ میں اگر لوہا ڈال دیا جائے تو وہ بھی سسرتی ہو کر آگ جیسا ہو جاتا ہے اور اس کے تمام اثرات کو جذب کر لیتا ہے جو حقیقتاً آگ کے ہیں وہی اس کے ہو جاتے ہیں بلکہ آگ سے بھی زیادہ آگ سے جلا ہوا اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا آگ سے تپانے ہوئے لوہے سے جلا ہوا خطرناک ہوتا ہے۔

تو اب صحابیت کا مسئلہ حل ہو گیا صحابی صرف وہ شخص کہے جانے کا
 مستحق ہوگا جس میں صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اثرات چھوڑے ہوں صحابی
 صرف وہ شخص ہوگا جس کی عبادت، عبادت رسول کو یا دلدادے جس کا زہد
 و تقویٰ پیغمبر اسلام کا زہد و تقویٰ ہو جس کا علم پیغمبر اسلام کا علم ہو مختصر یہ کہ
 اس نے پیغمبر اسلام کے تمام کمالات و صفات کو اپنا لیا ہوا، اپنے اندر سمویا
 ہوا اور جس طرح پیغمبر کی ہر چیز مطیع و فرمانبردار تھی اسی طرح صحابی رسول کی بھی
 ہر چیز اطاعت کرتی ہو اور اگر رسول کے کمالات و صفات نہیں ہیں اور مشرکین
 کے عادات و اطوار ہیں تو وہ صحابی رسول نہیں ہے وہ صحابی کفار و مشرکین
 ہے پس اب صحابیت کا ایک معیار معلوم ہو گیا اس پر پرکھتے، امتحان کرتے
 چلے جائیے۔ سیرت سے سیرت ملتے جائیے اور اصحابی کا لنجوم نیا بھہ
 اقتدایتیما اھتدیتم امیرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے
 جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے اور عمل کرتے جاؤ گے۔

انہیں اصحاب میں سرفرست جناب سلمان محمدی ہیں جن کی کمال صحابیت
 پر حضرت سلمان منا اہل البیت ایک بہترین اور اعلیٰ ترین سند ہے۔

آپ کی ہر شے مطیع تھی پیغمبر اسلام نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ سلمان
 نے اللہ اور اس کے رسول اور امیر المؤمنین کی اطاعت کی تو اس کی ہر شے
 مطیع ہو گئی اور کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی

جمال ہنشیں درس اثر کرد

چنانچہ جب آنحضرت نے سلمان اور مقداد میں بھائی چارہ کر دیا تو

مقدادؓ کے پاس آئے انھوں نے دیکھا ایک ہانڈھی چوڑھے پر رکھی ہے اور بغیر آگ کے جوشن کھا رہی ہے مقداد کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا انھوں نے آپ سے پوچھا اے ابو عبد اللہ یہ ہانڈھی بغیر آگ کے پک رہی ہے سلمان نے دو پتھر اٹھائے اور دونوں کو ہانڈھی کے پیچے چھلے میں ڈالی دیا وہ پتھر شعلہ فشاں ہوئے مقداد کو اور زیادہ تعجب ہوا پتھر ہو کر کتے لگے اے ابو عبد اللہ پتھر بجائے ایندھن کے کام دے رہے ہیں یہ تو عجیب خیر بات ہے آپ نے فرمایا اے مقداد عجیب نہ کرو کیا خدا نہیں فرماتا ہے فاتحوا اللاد الیٰ ذوقودھا الناس والحجارة یعنی اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔ (سورہ بقرہ)

پھر آپ نے مقدادؓ سے کہا کہ اے مقداد اس ہانڈھی کو جیلا دو اور اس کے جوشن کو ساکت کر دو مقدادؓ نے کہا کہ میں یہاں کوئی چیز نہیں دیکھتا (خلل کف گیر وغیرہ) جس سے اس کو جیلا دوں آپ نے ایسا ہاتھ ہانڈھی کے اندر ڈالا اور جو چیز اس میں تھی اس کا ایک چلو بھرا اور بی لیا جناب مقدادؓ یہ سب دیکھ کر رسول خداؐ کے پاس گئے اور تمام حالات بیان کئے آپ نے فرمایا اے مقداد عجیب نہ کرو سلمان وہ ہیں جنھوں نے اللہ و رسول اور امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کی اطاعت کی ہے پس ہر چیز ان کی مطیع و فرمانبردار ہو گئی ہے اور کوئی چیز ان کو ضرر نہیں پہنچاتی جب جناب سلمان رسولؐ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا اے سلمان اپنے بھائی مقداد کو اپنا رفیق بنا لو اللہ نے ان کو تمھارا رفیق بنا لیا ہے یہ واقعہ

اس روایت کے بالکل مخالف ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ابوالدرداء کو
آپ کا بھائی بنا یا تھا۔ (نفس الرحمن)

شیخ کتبی اور شیخ مفید نے یہ سند ہائے معتبر امام محمد باقر سے روایت
کی ہے کہ جناب ابوذر ایک دن آپ سے ملنے گئے دیکھا ایک پیالہ شوربہ
کا بھرا ہوا رکھا ہے اتفاقاً وہ پیالہ اوندھا ہو گیا سلمان نے اسے سیرھا
کر دیا۔ جناب ابوذر نے دیکھا کہ شوربہ یا مد ستور اس میں موجود ہے تعجب تو
بہت ہوا لیکن دریافت ذکر کے گفتگو کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا دوسری
بار وہ پیالہ اوندھا ہو گیا آپ نے پھر اس کو سیرھا کر دیا اور شوربا اس میں
باقی رہا اب تو حضرت ابوذر کو تعجب اور تیر بادہ ہوا اور خوف کھا کر خانہ
سلمان سے باہر نکل آئے اور جا کر جناب امیر سے بیان کیا آپ نے فرمایا
اے ابوذر سلمان کو تم نے کیا سمجھا ہے وہ کنز اسرار الہی ہے جس نے
ان کو پہچانا وہ مومن ہے اور جس نے نہ پہچانا وہ کافر ہے اگاہ ہو کہ
سلمان ہم آپ سے ہیں بروایت شیخ مفید آپ حضرت سلمان کے پاس
تشریف لائے اور فرمایا کہ اپنے بھائی کے حالی پر رحم کرو اور ایسی پینر نہ دکھاؤ
جس کی وہ تاب نہ لاسکے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۱۱۱)

آپ عسکر نامی اونٹ کو جس پر جناب عائشہ جنگ جمل میں سوار ہو کر
گئی تھیں جب دیکھتے تھے تو تازیانے سے مارا کرتے تھے لوگوں نے کہا
سلمان آپ اس چوپایہ کو کیوں مارتے ہیں فرمایا یہ چوپایہ نہیں ہے عسکر
پسر کعبان جن سے خدا نے اس کو اونٹ کی صورت میں تبدیل کر دیا ہے

ایک دن اس ادب کے مالک سے کہنے لگے اس کو فلاں مقام پر لیا جا
 متشاء قیمت مل جائے گی چنانچہ جب وہ اعرابی پہنچا تو حضرت عائشہ نے
 اس کو سات سو درہم میں خرید لیا علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ جناب
 سلمان کی کرامات سے ہے کہ کئی سال پہلے واقعہ جبل کی تبری اور ادب
 کا تین فرمایا۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱)

شیخ مفید اور کشتی نے بتدہائے صحیح و موثق حضرت صادق آل محمد
 سے روایت کی ہے کہ ایک روز سلمان کو قدموں لوہاروں کے بازار کی طرف
 سے گزرنے ایک نوجوان کو بیوش میرے ہوئے اور لوگوں کو اس کے گرد
 حلقہ کیے ہوئے دیکھا کسی نے کہا اس کو صراع کا عارضہ ہے آپ اس پر کوئی
 دعاء کہیے آپ اس کے قریب آئے اور دعاء کی وہ فوراً بیوش میں آ گیا
 اور کہنے لگا اے ابا عبد اللہ میں صراع کا بیمار نہیں میری بیوشی کی وجہ یہ ہوئی
 کہ جب میں ادھر سے جا رہا تھا تو لوہاروں کے بازار کی طرف سے گزرا لوہار
 اپنے ہتھوڑوں سے لوہا کوٹ رہے تھے میرے دل میں خیال آیا خدا کا
 فرمان ہے ولھم مقامع من جدید یعنی دوزخ والوں کے لیے آہنی
 گرز ہیں پس خوفِ الہی سے میں غش کھا کر گھر پڑا۔ آپ نے اس کی خدا پرستی
 اور دینداری دیکھی تو اس کو ایسا بھائی بنا لیا اور اس حد تک اس سے
 محبت کرنے لگے کہ دم بھر اس کی جدائی گوارا نہ تھی اتفاقاً وہ جوان بیمار
 ہو گیا آپ اس کی عیادت کو گئے دیکھا کہ وہ دم توڑ رہا ہے آپ نے ملک الموت
 سے خطاب کر کے کہا یہ میرا بھائی ہے اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو چنانچہ

تمام حاضرین نے سائلک الموت نے جواب دیا اے ابو عبد اللہ ہم ہر مومن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۱۱۱)

کشتی نے بند معتبر مسیب بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک مرتبہ مدائن سے واپس ہوتے ہوئے جناب سلمان کے ساتھ کرائے ہوئے گزرتے تھے آپ فرماتے تھے یہ وہ مقام ہے جہاں نبی خدا کے (امام حسینؑ) قتل کیے جائیں گے پھر انگلی کے اشارہ سے ایک ایک مقام کو بتانا شروع کیا جب وہاں چل کر مقام حرور میں پہنچے جو اقوام نہروان کا محل اجتماع تھا تو فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں بدترین اولین نے خروج کیا ہے اور بدترین آخرین خروج کریں گے جب کو فر پہنچے تو فرمایا یہ قبۃ اسلام ہے۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۱۱۱)

”آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد دس دن میں گھر سے نکلا تو راستے میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی فرمایا کہ اے سلمان جناب فاطمہؑ کے لیے بہشت سے کچھ کھنڈے آئے ہیں اور وہ کچھ تمہیں بھی دینا چاہتی ہیں۔ تم وہاں سو آؤ میں دودھ اہوا ان حضرت کی خدمت میں پہنچا مجھ سے ارشاد فرماتے تھیں کہ اے سلمان کل میں یہاں بیٹھی ہوئی تھی جہاں اس وقت بیٹھی ہوں گھر کا دروازہ بند تھا وفات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم تو میرے دم کے ساتھ ہے مگر کل ساتھ ہی اس کے یہ بھی فکر تھی کہ اب فرشتوں کا آنا اور وحی الہی سنانا بھی اس گھر سے جاتا رہا کیا ایک دروازہ کھلا اور تین کنواری لڑکیاں

اندر آئیں ان کا حسن و جمال ان کی نفاست و نزاکت، ان کی خوشبو و احاطہ
 بیان سے باہر ہے میں انہیں دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور ان سے دریافت
 کیا کہ تم اہل زمین سے ہو؟ انہوں نے بعد ادب عرض کیا ہم اہل زمین
 سے نہیں بلکہ پروردگار عالم نے بہشت سے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور
 ہمیں آپ کی ملاقات کا حد سے زیادہ اشتیاق تھا اس کے بعد میں نے ان میں
 جو سب سے بڑی معلوم ہوتی تھی اس سے سوال کیا کہ تیرا نام کیا ہے اس نے
 عرض کی مقدودہ میں نے کہا تیرا نام کیوں رکھا گیا ہے؟ اس نے کہا کہ اس
 وجہ سے کہ مجھ کو خدائے مقدادین اسود کے لیے پیدا کیا ہے پھر میں نے دوسری
 سے دریافت کیا کہ تیرا نام کیا ہے اس نے عرض کی باذرہ میں نے اس کے
 نام کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا میں ابوذر کے لیے ہوں پھر تیسری سے
 میں نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اس نے عرض کی کہ سلمیٰ اس کے نام کا سبب
 دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مجھے سلمان فارسی کے لیے پیدا کیا گیا ہے جسے
 آپ کے والد ماجد نے آزاد کیا ہے یہ فقہ بیان فرما کہ حضرت طاہرہ زہرا
 رضوان اللہ علیہا نے فرمایا کہ وہ میرے لیے کچھ چھو بارے بھی لائی تھیں
 جو قدمیں بڑی سے بڑی روٹیوں سے بڑے ہیں اور رنگ میں برف سے
 زیادہ سفید اور خوشبو میں مشک سے زیادہ خوشبودار۔ حضرت سلمان
 رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ ارشاد فرما کر جناب قدمہ نے ایک ٹھٹھے بھی
 عنایت فرمایا اور یہ حکم دیا کہ آج رات کو اسی سے اقطاع کرنا اور صبح کو کھٹلی
 ٹھٹھے دے جانا۔ میں وہ چھو ہار لے کر چلا اب اصحاب رسول خدا میں سے

جس گروہ کے پاس سے ہو کر گذرنا تھا وہ یہ کہتے تھے کہ سلیمان کیا تم بغل
 میں مشک لے رہتے ہو میں ان سے صاف کہہ دیتا تھا کہ مشک نہیں مگر
 یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کس سے حاصل کلام جب افطار کا وقت آیا تو میں نے
 وہ چھوڑا اور سب کھا لیا مگر گٹھلی کا نشان بھی نہ تھا دوسرے دن مخدوم
 کو نین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اس میں گٹھلی تو نیام کو نہ تھی فرمایا
 گٹھلی کہاں سے ہو یہ تو اس خدمت کا بھل تھا جو خدا نے میری دعا
 کے سبب سے لگایا ہے جو میرے والد نے مجھے تعلیم فرمائی ہے اور میں اسے
 صبح و شام پڑھتی ہوں سلمان نے عرض کی اے سیدہ عالمیان وہ دعا مجھے بھی
 تعلیم فرمادیجئے فرمایا اچھا اگر تم چاہتے ہو کہ جب تک زندہ رہو بخار میں
 کبھی مبتلا نہ ہو تو یہ دعا روز پڑھ لیا کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ التَّوْرَ بِسْمِ اللّٰهِ التَّوْرَ بِسْمِ
 اللّٰهِ التَّوْرَ عَلٰی نُوْرٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ هُوَ دَبْرُ الْاَمْرِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ
 خَلَقَ النُّوْرَ مِنَ النُّوْرِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ النُّوْرَ مِنَ النُّوْرِ وَاسْتَنْزَلَ
 النُّوْرَ عَلٰی الطُّوْرِ فِیْ كِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ بِقَدْرِ مَقْدَرٍ عَلٰی
 نَبِیِّ مَجْبُوْرٍ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ بِالْعَزْمِ مَذْكُوْرٌ وَ بِالْفَخْرِ مَشْهُوْرٌ وَ عَلٰی
 التَّوَارِدِ السُّرَّاءِ وَ الشُّكُوْرِ وَ عَلٰی اللّٰهِ عَلٰی سَمِیْدَانَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ
 سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ دعا ہے اور مدینہ کے رہنے والوں
 میں سے ہزار آدمیوں سے زیادہ کہ تعلیم کی جن کو بخار تھا سب نے اس کی
 برکت سے نجات پائی۔ (ناخ التوارخ جلد ۱ ص ۱۳۱)

آنحضرت نے سلمان کو ایک انگشتری دی کہ اس پر لا الہ الا اللہ نقش کر لاؤ۔ آپ کے اوزلا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی نقش کر کے لے آئے۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا کہ سلمان یہ کیا ہے آپ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے لا الہ الا اللہ لکھوانے کا حکم دیا تھا میری خواہش ہوئی کہ محمد رسول اللہ بھی ضم کر ادوں۔ آنحضرت نے ذرا یہ خط لکھا ہے جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ آپ کے کہنے پر محمد رسول اللہ سلمان کے چاہنے پر اور علی ولی اللہ میری نشا پر نقش ہوا ہے اس لیے کہ کلمہ شہادت بغیر ولایت علیؑ کامل نہیں ہوتا۔

(فوحات القدس قلمی رضا لائبریری راجپور ص ۸۴)

اذین قبیل بہت سے واقعات ہیں جن سے آپ کا صاحب کرامات ہونا ثابت ہے مثلاً وفات سے پہلے مردوں سے باتیں کرنا جو دنات کے ذکر میں آئے گا۔

سلمانؓ نوح امت محمدیؐ

تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ جناب سلمانؓ ایک دن یہودیوں کی ایک جماعت سے گذرے تو ان یہودیوں نے آپ سے کہا کہ آپ کے پاس بیٹھ کہ وہ سب کچھ بیان کریں جو آپ نے اس دن حضرت رسول خداؐ سے سنا ہے پس آپ ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک گروہ تم سے حاجتیں رکھتا ہو اور تم اس کو پورا نہ کر پاتے ہو مگر یہ کہ تم محبوب ترین خلق کو اپنا شفیع ملتے ہو اور اس کے وسیلہ سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہو۔ پس تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ معزز ترین خلق نیک اور صاحب فضیلت میرے نزدیک محمدؐ اور اس کا بھائی علیؓ اور ان کے آئمہ علیہم السلام جو وسیلہ و خلائق ہیں۔ پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ میں اس کی حاجت کو پورا کروں یا کسی بلا کو دفع کروں تو وہ محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلہ سے دعا کرے جو پاک پاکیرہ اور ہر گناہ سے منزہ ہیں۔

جناب سلمانؓ کا یہ کلام سن کر یہودی ہنسنے لگے اور مذاق اُٹایا اور کہنے لگے کہ اے سلمانؓ تم کیوں ان کے وسیلہ سے دعا نہیں کرتے کہ مدینہ والوں میں خداتم کو سب سے زیادہ بے نیاز کر دے۔ سلمانؓ نے جواب

دیا کہ میں خداوندِ عالم سے ان کے وسیلہ سے ایسی چیز کا سوال کیا ہے جو
 ملک دنیا سے زیادہ نفع بخش ہے اور وہ یہ کہ ایسی زبان جو اس کی حمد و ثنا کرے
 اور ایسا دل جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، اور بڑی سے بڑی مصیبت
 پر صبر کرے، واللہ! اور خداوندِ عالم نے میری یہ دعا قبول کر لی ہے۔ اور یہ
 میرے نزدیک تمام دنیا کی بادشاہی اور دنیا کی تمام نعمتوں سے لاکھ درجہ
 بہتر ہے۔ یہ سن کر یہودیوں نے جنابِ سلمانؓ کا خوب مضحکہ اڑایا۔ اور کہنے
 لگے، اے سلمانؓ تم نے ایسے رتبہ عظیم و شرف کا دعویٰ کیا ہے کہ ہم چاہتے
 ہیں کہ تمہارا امتحان لیں تاکہ معلوم ہو کہ تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو یا جھوٹے؟
 پس پہلا امتحان تو یہ ہے کہ ہم کھڑے ہوتے ہیں اور تمہیں نانیانے مارتے
 ہیں، اور تم اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ ہمارے ہاتھوں کو روک دے اور
 تمہیں ہم سے بچائے۔ سلمانؓ نے دعا کی۔ خداوند! تو مجھے مصیبت پر صبر
 کرنے والا قرار دے اور پھر اس دعا کی تکرار کی۔ یہودیوں نے آپ کو اتنے
 تازیانے مارے کہ مارتے مارتے خود کھٹک گئے۔ اور سلمانؓ نے سولے
 اس دعا کے زبان سے کچھ نہ کہا۔ یہودی کہنے لگے کہ ہمیں یہ گمان بھی نہیں تھا
 کہ تمہارے جسم میں روح باقی ہے پھر تم نے کیوں اپنے پروردگار سے دعاء
 نہیں کی کہ اس سختی سے تمہیں نجات دیتا۔ آپ نے جواب دیا، اس لئے کہ یہ
 سوال خلافِ صبر تھا بلکہ میں نے تسلیم کیا اور راضی ہوا اس ہمت پر جو خداوند
 عالم نے تمہیں دی اور سوال کیا کہ مجھے صبر دے اس بلا پر۔ پس وہ یہودی
 آرام کر کے پھر اٹھے اور کہا اس مرتبہ اتنا ماریں گے کہ تمہارے بدن سے

روح مفارقت کر جائے یا تم کافر ہو جاؤ، اور محمد سے دو گردان ہو جاؤ، آپ نے فرمایا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار بہرگز نہ کروں گا۔ چونکہ خدا نے اپنے پیغمبر پر خود آیت نازل کی ہے: "الذین یؤمنون بالآنحساب" یعنی وہ لوگ جو غیب پر ایمان لائے۔ تمہارے منظالم پر میرا صبر کرنا اور ان لوگوں کے زمرہ میں داخل ہونا میرے لئے آسان ہے جن کی خدا نے اس آیت میں مدح کی ہے۔ پس ان پہنچوں نے پھر آپ کو تازیانے مارنا شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ مارتے مارتے ہار تھک کر بیٹھ گئے، اور کہنے لگے، اے سلمان، اگر خدائے نزدیک حضرت محمد پر ایمان لانے کی وجہ سے تمہاری کوئی قدر و منزلت ہوتی تو وہ تمہاری دعا کو مستجاب کرتا۔ اور ہمیں ہماری حرکت سے باز رکھتا۔ آپ نے فرمایا تم کتنے جاہل ہو بھلا وہ کیسے اس دعا کو مستجاب کرے گا جو اس بات کے خلاف ہے جو میں نے اس سے طلب کیا ہے اس لئے کہ میں نے تو اس سے صبر کی دعا کی ہے جو اس نے مستجاب کر لی ہے، اور مجھے صبر عطا فرما دیا ہے۔ میں نے طاقت کا سوال ہی نہیں کیا اور نہ تمہیں باز رکھنے کا سوال کیا ہے۔ اس لئے کہ تمہارا یا زور ہنا میری دعا کے خلاف ہے۔ یہودیوں نے پھر تازیانے شروع کر دیئے، اور سلمان نے سوائے اس کے کچھ نہ کہا کہ خدا دندا تو مجھے اپنے حبیب محمد کی محبت میں اس بلا پر صبر عطا فرمایا۔ پس ان کافروں نے آپ سے کہا اے سلمان، ولے ہو تم پر۔ کیا تمہارے پیغمبر حضرت محمد نے اس موقع پر تقیہ کی اجازت نہیں دی۔ سلمان نے کہا، خدا نے مجھے تقیہ کی اجازت دی

ہے کہ اس امر میں تقیہ کر لوں مگر تقیہ کو نادر واجب نہیں کیا ہے بلکہ جائز
 کیا ہے کہ وہ کہوں جو تم کہتے ہو یا صبر کروں تمہارے مظالم پر، اور صبر کرنا
 تقیہ سے بہتر قرار دیا ہے۔ اس لئے میں نے تقیہ نہیں کیا۔ ان کافروں نے
 آپ کو پھر مارنا شروع کیا اور اتنا مارا کہ آپ کے بدن سے خون جاری ہو گیا
 اور بطور استہزاء آپ سے کہتے تھے کہ اپنے خدا سے سوال نہیں کرو گے
 کہ ہمارے مظالم سے تمہیں بچالے اور جو ہم تم سے چاہتے ہیں ہمیں اس
 سے باز رکھے۔ پس تم تفریق کرو کہ ہم ہلاک ہو جائیں۔ اگر تم اپنے دعویٰ
 میں سچے ہو کہ خدا تمہاری دعا کو رد نہیں کرتا ہے۔ اگر تم محمد و آل محمد
 کے وسیلہ سے اس سے دعا کرتے ہو۔

مسلمان نے جواب دیا مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تمہاری
 ہلاکت کے لئے بددعا کروں اور آنحضرت کے ہمارے درمیان کوئی ایسا
 شخص ہو جو بعد میں ایمان لائے، اور خدا اس کو جاتا ہو کہ وہ ایمان
 لائے گا تو میری دعا کا اسی صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ میں دعا
 کروں کہ اس کو ایمان سے منقطع کر دے، وہ کافر دشمن کہنے لگے
 اگر اس کا خوف ہے تو اس طرح دعا کرو کہ خدا اس کو ہلاک کر دے
 جو کفر پر باقی رہے۔ اگر اس طرح دعا کرو گے تو جس بات سے تم ڈرتے
 ہو وہ نہ ہوگی۔ پس جس مکان میں وہ قوم یہود تھی اُس کی دیوار شکافہ
 ہوئی اور مسلمان نے حضرت رسول خدا کو مشاہدہ کیا کہ آپ فرما رہے
 ہیں۔ اے مسلمان ان کی ہلاکت کے لئے دعا کرو، ان میں کوئی ایسا

نہیں جو ایمان لائے۔ اس لئے حضرت نوحؑ نے جہنمی آن کو یہ معلوم ہو گیا تھا
 کہ ان کی قوم میں اب کوئی ایمان نہ لائے گا تو بددعا کی تھی۔ پس سلمانؑ نے
 نے ان یہودیوں سے پوچھا کہ تمہاری ہلاکت کے بارے میں کس طرح سے خدا
 سے بددعا کروں یعنی تم کس طرح کا عذاب چاہتے ہو کہ خدا تمہارے اوپر
 نازل کرے۔ انہوں نے کہا کہ بددعا کرو کہ ہم میں سے ہر ایک کا تازیانہ
 اژدھا بن کر اپنے مالک کے بدن کی ہڈیاں چبا جائے۔ پس سلمانؑ نے
 اسی طرح بددعا کی۔ آپ کا بددعا کرنا تھا کہ ہر ایک یہودی کا تازیانہ
 اژدھا بن گیا جس کے دوسرے تھے، پس ایک سر سے اپنے مالک کا سر
 اور دوسرے سر سے اس کا وہ ہاتھ جس میں تازیانہ تھا پکڑ لیا اور تمام
 ہڈیوں کو شکستہ کر کے چبا گیا۔ پس رسول خداؐ جس مجلس میں تشریف فرما
 تھے، فرمایا اے گروہ مسلمین خداوند عالم نے تمہارے دوست سلمانؑ سے
 کی اس وقت میں یہودیوں کے مقابلہ میں بددعا کی اور ان کے ان
 تازیانوں کو جن سے وہ سلمانؑ کو مار رہے تھے، اژدھا بنا دیا جنہوں
 نے ان کی ہڈیوں کو چبا ڈالا اور ہلاک کر دیا۔ اٹھو اور چلو، اور ان
 سانپوں کو دیکھو جن سے خدا نے سلمانؑ کی مدد و نصرت کی ہے۔ پس
 رسول خداؐ اپنے اصحاب کے ساتھ اس مقام پر اس وقت پہنچے جب
 ان بیٹوں کو اژدھے پھاڑ رہے تھے اور یہودیوں کے چیخنے کی آواز
 سن کر ان کے ہمایہ جمع ہو گئے تھے اور ان کی حالت دیکھ کر ان سے
 نفرت کر رہے تھے اور اژدھوں سے خوف زدہ تھے۔ جب رسول خداؐ

تشریف لائے تو سانپ ان یہودیوں کے گھر سے مدینہ کے راستہ پر باہر نکل آئے اور وہ راستہ بہت تنگ تھا۔ خداتے اس راستہ کو دس گنا کشادہ کر دیا۔ ان اژدہوں نے حکیم خداتے پیغمبر اسلام کو سلام کیا۔ السلام علیک یا محمد السلام علیک یا سید الوصیین۔ پھر آپ کی ذریت کو سلام کیا، اور کہا السلام علیک علی ذریتک الطیبین الطاہرین الذین جعلوا علی الخلائق قوامین۔ یعنی سلام ہو آپ کی سب اور طاہر ذریت پر جن کو خدائے اپنی مخلوق پر امر کے قائم کر نیوالے قرار دیا ہے ہم جو ان منافقوں کے تازیانے ہیں خدائے اس مومن سلمان کی دعا سے اژدہ بنا دیا ہے۔ پس رسول خدائے فرمایا شکریہ اس خدا کا جس نے میری امت میں حضرت نوح کے مانند صبر کر نیوالا اور آخر وقت تک بددعا نہ کر نیوالا قرار دیا۔ پس ان اژدہوں نے ندادی۔ یا رسول اللہ مملکت خداوندی میں ہمارا غیظ و غضب شدید ہے، آپ کے اور آپ کے وصی کے حکم سے ان کافروں پر۔ پس آپ خداتے دعا کریں کہ ہمیں جہنم کے سانپوں میں قرار دے تاکہ وہاں بھی ان پر مسلط ہوں اور ان پر جہنم کا عذاب کر نیوالوں میں ہمارا شمار ہو جس طرح دنیا میں ہم نے ان کو عذاب میں مبتلا کیا ہے۔ حضرت رسول خدائے فرمایا تم نے جس چیز کا سوال کیا ہے وہ تم کو مل گئی پس تم ملحق ہو جاؤ درکات جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں۔ اب تم جو اجزائے بدن ان کے تمہارے شکلوں میں ہیں۔ ان کو باہر نکالو تاکہ ان کافروں کی زمانہ میں ولت در سوائی ہو، اور مومنین کی عبرت کا

باعث ہوا لوگ ان کو دفن کریں اور جو ان کی قبر کی طرف سے گزرے وہ پکارا اٹھے کہ یہ وہ ملعون (یہودی) ہیں جو غضب الہی میں سلمان محمدیؐ کی دُعا سے جو محمدؐ کا دوست ہے۔ گرفتار ہوئے۔ پس سانیوں نے آنحضرتؐ کے حکم سے ان کافروں کے بدنوں کو اٹھل دیا۔ اور ان کافروں کے عزیزوں اور رشتہ داروں نے آکر دفن کیا۔ اس معجزہ کو دیکھ کر بہت سے کافروں نے اسلام قبول کیا۔ اور خالص مومن ہو گئے، اور بہت سے منافقوں اور کافروں نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

پس جناب رسول خدا جناب سلمانؓ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اے ابو عبد اللہ تو میرے اوپر خاص ایمان لانے والوں میں سے ہے۔ اے ملائکہ متین کا دوست اور تو آسمانوں، حجب الہی، کرسی و عرش عظیم الہی اور جو کچھ عرش و تخت التری کے درمیان ہوا میں ہے۔ ان کے اہل کے نزدیک فضیلت و کرامت میں مشہور ترین ہے، اس آفتاب سے جو اس دن طالع ہوا ہو جو ہوا میں کوئی ابرو غبار اور تیرگی نہ ہو، اور اسے سلمانؓ تو نیکو ترین شخص ہے، ان لوگوں میں جن کی آیت کریمہ میں درج کی گئی ہے۔ (ان الذین یؤمنون بالغیب)

(حیات القلوب ج ۲ ص ۶۴۴ تا ص ۶۴۷)

اخلاق و اوصاف

جناب سلمان محمدی تے ایسے اخلاق و اوصاف کی تکمیل یعنی اسلام اور ان کے خاندان والوں سے انھیں میں کا ایک فرد بن کر کی تھی اس لیے کہ جاسکتا ہے کہ ان کے اخلاق و عادات زندگی کے ہر شعبہ میں معیارِ حقیقت کے مالک تھے خاص خاص اخلاق و اوصاف جن کے متعلق مورخین نے مخصوص طور پر واقعات نقل کیے ہیں وہ آپ کی سادگی، رواداری، مساوات، ہمانواری، انگریزوں کی امداد، اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی، شجاعت، جرات و ہمت، صاف گوئی اور حق گوئی، عبادت و ریاضت، زہد و ورع اور تقویٰ و پرہیزگاری وغیرہ ہیں جن میں سے بعض صفات کا بیان ہو چکا ہے اور بعض کو یہاں لکھا جا رہا ہے۔

آپ کی تصویرِ حیات میں تکلف کے آب و رنگ کے بجائے سادگی بہت زیادہ غالب تھی۔ جو ہر زمانہ میں قائم رہی۔ جمہوری اور بے بسی کا نام قناعت یا درویشی، عصمت بی بی ازیں چادری کے مقولہ کے موافق اکثر اہلکے دنیا کا شعار رہتا ہے مگر حکومت و اقتدار کے ساتھ فقیرانہ زندگی اختیار کرنا بلند مرتبہ خاصانِ خدا کا حصہ ہے

مدائن کی امارت کے زمانے میں جبکہ شان و شوکت اور خدم و حشم و غیبہ تمام لوازم آپ کے لیے مہیا تھے اور پانچ ہزار وظیفہ پاتے تھے اس وقت بھی آپ کی سادگی میں کوئی فرق نہ آیا ایک چادر تھی جس کے نصف حصہ کو پہننے اور نصف کو بچھاتے تھے۔ زندگی بھر گھر نہیں بنایا دیواروں اور درختوں کے سایہ میں زندگی گزار دی ایک مرتبہ خذیفہ نے آپ سے کہا ہم تمہارے لیے گھر نہ بنوادیں؟ آپ نے پوچھا کیوں؟ کیا اس لیے کہ ٹھیکو بادشاہ خادو اور میرے واسطے ایسا گھر تعمیر کر دجیا کہ تمہارا مدائن میں ہے انھوں نے جواب دیا نہیں بلکہ بھوس کا اور اس کی چھت چٹائی کی ہوگی اور صرف اتنا بلند ہو کہ جب تم کھڑے ہو تو تمہارا سر چھت سے جا کر لگے اور تمہارے سر پر گرنے کے لیے تیار ہو اور جب سو رہو تو تمہارے سر پر دیوار سے ٹکرائیں اور چھت تمہاری آنکھوں پر گرنے کے قریب ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ گویا تم میرے دل میں تھے اور جو میری خواہش تھی اسی کو تم نے بیان کیا۔ (اسد الغابہ ج ۲)

ایک مرتبہ ایک فوجی دستے کی سرداری آپ کے سپرد ہوئی فوجی شان و شوکت کا تو ذکر ہی کیا یہاں معمولی سپاہی کی بھی وضع نہ تھی چنانچہ فوجی نوجوان دیکھ کر ہنستے اور کہتے یہی ہمارے امیر ہیں دنات کے وقت ہمیں بائیں دریم سے زیادہ کا اتنا نہ نہ تھا بستر میں معمولی سا بچھونا اور دو اینٹیں جن کا ٹیکہ بناتے تھے اس پر بھی روٹے تھے اور فرماتے تھے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ انسان کا ساتھ و سامان ایک مسافر سے زیادہ نہ ہو اور میرا یہ حال ہے۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین ص ۵۸)

مساوات کبھی غلام سے دو کام ایک وقت میں نہ لیتے تھے آپ کے یہاں فرائض کی تقسیم بھی تھی اور اسی طرح حقوق میں بھی

حقیقی مساوات تھی۔ آپ کا اپنے غلاموں کے ساتھ وہ حسن سلوک تھا جس کی مثال طلب مشکل ہے۔ خادم کو گوشت کی بوٹیاں گن کر دیا کرتے تھے، کہ کہیں اس کی طرف سے سوءظن پیدا نہ ہو جائے (صحابہ و تابعین ص ۵۸)

ضیافت جو شخص بھی بحیثیت مہمان آتا ہے تکلفی سے جو کچھ ہوتا اس کے سامنے لا کر رکھ دیتے اور فرما دیا کرتے تھے، اگر خدا کے برگزیدہ رسول نے تکلف کو منع نہ فرما دیا ہوتا تو میں تمہارے لئے ضرور تکلف کرتا۔ اور تکلف کے معنی یہ ہیں کہ جو چیز موجود نہ ہو اسکو یہ تکلف حاضر کیا جائے۔

ابو دائل سے مروی ہے کہ ایک بار میں اپنے ایک دوست کے ساتھ آپ کا مہمان ہوا۔ آپ نے بے تکلفی سے جو کی روٹی اور نمک ہمارے سامنے لا کر رکھ دیا۔ میرے ساتھی نے کہا، اگر اس کے ساتھ پودینہ ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔ یہ سن کر آپ اپنا لوٹا لئے ہوئے باہر گئے۔ اور چند منٹ بعد پودینہ لے کر واپس آگئے ہمیں دیکھ کر کہا، لو کھاؤ۔ میرے دوست نے کھانا کھانے کے بعد کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو ہماری روزی پر تالیق بنایا۔ آپ نے فرمایا اگر قناعت کرنے والے ہوتے تو اس وقت میرا لوٹا نہ ہن ہو کہ یہ پودینہ نہ آتا۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۴)

امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن سلمان نے حضرت ابوذر کی دعوت کی۔ دو روٹیاں ان کے سامنے لا کر رکھ دیں۔ ابوذر نے

ان روٹیوں کو ہاتھ میں اٹھا کر بغور دیکھنا شروع کیا۔ آپ نے پوچھا اسے ابوذر! کیا دیکھ رہے ہو۔ جناب ابوذر نے جواب دیا، میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کہیں سے کچی تو نہیں رہ گئی ہے۔ یہ سن کر آپ کو غصہ آ گیا، فرمایا اسے ابوذر، کیا تمہاری یہ جرات ہے کہ اس روٹی کو ہاتھ میں پھیراؤ اور اس کے عیوب پر نظر کرو۔ بخدا اس کے لئے بہت سے کارکنان قدرت نے کام کیا ہے۔ پانی، ہوا، برق اور نہ معلوم کس کس کا ہاتھ اس کی تیاری میں ہے۔ اے ابوذر! کیا تم سے ممکن ہے کہ اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکو۔ ابوذر یہ سن کر بہت نادام ہوئے۔ اور کہا اے سلمان! میں اپنے اس قول پر خدا سے توبہ اور تم سے معذرت چاہتا ہوں۔

کلیتی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے سلمان و ابوذر کے درمیان اخوت قرار دی، اور ابوذر کو یہ تاکید کی کہ کبھی سلمان کی مخالفت نہ کریں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۶)

ردضتہ العظیمین میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک روز اپنے اصحاب سے

حق گوئی اور حاضر جوابی

فرمایا تم میں کون ہے جو صائم النہار (دن میں روزہ رکھنے والا) اور قائم اللیل (راتوں کو عبادت میں بسر کرنے والا) ہو اور قرآن کو رات میں ختم کرتا ہے۔ سلمان نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ! یہ سن کر کچھ لوگوں کو غصہ آیا۔ اور کہنے لگے، ایک مرد فارسی اے گروہ قریش ہم پر فخر کرتا ہے۔ وہ اپنے ان دعویوں میں جھوٹا ہے حضرت نے فرمایا خاموش رہو (اے فلان!) سلمان کی مثل تم میں کون ہے۔ وہ لقمان حکمت سے، اس سے پوچھو وہ بتائے گا۔ اس نے کہا

اے مسلمان میں اکثر ایام میں تم کو کھاتے اور راتوں کو سوتے دیکھا ہے۔ اور اکثر ایام میں خاموش دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں جیسا تم نے سمجھا ہے بلکہ صورت یہ ہے کہ میں ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں اور اللہ فرماتا ہے: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها جو ایک نیکی کرے گا۔ اس کو دس گنا ثواب ملے گا، اور میں رجب و شعبان کو ماہ رمضان سے ملاتا ہوں۔ پس یہ صوم الہی ہے اور میں نے رسولؐ سے سنا ہے، جو شخص رات کو باطہارت سویا گیا، گویا اس نے تمام رات عبادت کی میں ایسا ہی کرتا ہوں، اور میں نے رسولؐ سے سنا ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علیؑ تمہاری مثال میری امت میں قل هو اللہ احد کی سی ہے کہ جس نے اسے ایک بار پڑھا تو گویا تہائی قرآن پڑھ لیا اور جس نے دوبار پڑھا اس نے دو تہائی قرآن ختم کر لیا اور جس نے تین بار پڑھا اس نے پورا قرآن مجید ختم کر لیا۔ اسی طرح اے علیؑ جس نے تمہیں زبان سے دوست رکھا اس کا ایک ثلث ایمان کامل ہوا اور جس نے زبان و دل سے دوست رکھا اس کا دو ثلث ایمان کامل ہوا، اور جس نے زبان و دل سے دوست رکھا اور ہاتھوں سے تمہاری مدد کی، اس کا ایمان کامل ہوا قسم اس ذات کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اے علیؑ اگر اہل زمین تمہیں اتنا ہی دوست رکھیں جتنا اہل آسمان تو خدا کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اور میں سورہ قل هو اللہ تین بار پڑھتا ہوں۔

(مناقب ابن شہر آشوب حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۵)

کتاب ابن بابویہ و ابوالقاسم البستی وقاضی ابو عمرو ابن احمد میں جابر اور انس سے روایت ہے کہ ایک جماعت نے حضرت عمرؓ کے سامنے

حضرت علیؓ کی منقبت کی جناب سلمانؓ نے کہا اے عمر تم کو کیا وہ دن یاد نہیں جب کہ تم اور میں اور حضرت ابو بکرؓ و ابوذرؓ حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپسے ہمارے لئے اپنا شملہ بچھایا ہم سب کو ایک کناٹے پر بٹھایا اور علیؓ کو بیچ میں اور پھر فرمایا اے ابو بکرؓ کھڑے ہو اور علیؓ کو سلام کرو امانت و خلافت مسلمین کی بناؤ پیر۔ اسی طرح ہر ایک سے فرمایا۔ پھر علیؓ سے فرمایا اے علیؓ سلام کرو اس نور (آفتاب) کو انہوں نے کہا اے خدا کی چمکتی ہوئی آیت تجھ پر میرا سلام۔ آفتاب سے آواز آئی و علیک السلام۔ اس کے بعد حضرت رسول خداؐ نے فرمایا خداوند تو نے میرے بھائی سلیمانؑ کو ملک دیا اور ہوا کو مسخر کیا جو ان کا بساط (تخت) کو ایک ماہ کی راہ لیجاتی تھی اور شام کو ایک ماہ کی راہ۔ تو اس ہوا کو بھیج دیا تاکہ ان لوگوں کو اصحاب کہف تک لیجائے حضرت علیؓ فرماتے ہیں ہم کو ہوانے اٹھایا اور جدھر حکم خدا تھا لے چلی میں نے کہا، اے ہوا اب ہم کو اصحاب کے پاس اتار جب ہم غار کے اندر پہنچے تو ہم میں سے ہر ایک نے ان کو سلام کیا مگر انہوں نے کسی کو جواب نہ دیا پھر میں نے کہا السلام علیکم یا اصحاب الکہف، انہوں نے کہا و علیک السلام اے وحی محمدؐ ہم اس جگہ دقیانوس کے زمانے سے جو بس اقدار ہیں سلمان کہتے ہیں حضرت علیؓ نے ان سے کہا تم نے میرے ساتھیوں کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا انہوں نے کہا ہم سوائے نبی یا وحی نبی اور کسی کے سوال کا جواب نہیں دیتے تم وحی قائم النبین ہو اور خلیفہ رب العالمین ہو۔ ہم دباں سے پھر چلے کچھ دیر کے بعد علیؓ نے ہوا سے کہا ہمیں اتار دے ہم سب نے وضو کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم نماز صبح میں رسول

کے ساتھ شریک ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہم نے ایک رکعت پالی۔
اس نے کہا علی نے جبکہ وہ منبر کو نہ پہنچتے مجھ کے نقدیق جا ہی میں نے
پس و پیش کی فرمایا خدا تیرے جسم کو مبروص کر دے، تیرے پیٹ میں آگ بھرد
اور تیری آنکھیں اندھی کر دے پس میں مبروص اور اندھا بھی ہوا اور ماہ
رمضان وغیرہ میں روزہ رکھنے کے قابل نہ رہا (مجمع الفضائل ص ۱۹۵)
جناب سلمان کی حق گوئی صفائی، ہمت و جرات کے مزید واقعات کھلے
بیانات میں گذر چکے ہیں خصوصیت سے حسب و نسب اور بیعت ابو بکر کے
بیانات ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ نجیب اللہ صاحب ندوی رفیق دار المصنفین اہل کتاب
تہذیب و تقویٰ صحابہ و تابعین میں لکھتے ہیں کہ آپ کا زہر و درع اس حد
تک پہنچ گیا تھا کہ جس کے بعد رہبانیت کی حد شروع ہو جاتی ہے لیکن
اس سے یہ نہ کھنچا جاسکے کہ حد اسلام کی تعلیم کے خلاف رہبانیت کی طرف
مائل تھے مذہبی تشدد کے ساتھ ساتھ دنیاوی حقوق کا بھی پورا پورا لحاظ
رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے (پہلے کتاب صحابہ و تابعین ص ۵۵)
آپ احکام خدا کے ہر گوشہ پر نظر رکھتے تھے ایک دفعہ ابو درداء کے گھسے
ان سے ملنے کے لیے گئے تو دیکھا ابو درداء کی بیوی میلہ لباس پہنے میلی صورت
بنائے ہوئے ہے پوچھا ایسا کیوں ہے اس نے کہا تمہارے بھائی ابو درداء
کو دنیا کی کوئی حاجت نہیں ہے، ان کو لہجہ سے کوئی کام ہے پھر کیوں زینت
کروں اتنے میں ابو درداء آگئے اور جناب سلمان کے لیے کھانا پیش کیا آپ
نے کہا تم بھی کھاؤ انھوں نے جواب دیا میں روزہ سے ہوں کہا جب تک

تم نہ کھاؤ گے میں بھی نہ کھاؤں گا اس روز رات کو بھی جناب سلمان وہیں
 رہے دیکھا کہ ابودرداء نے رات کو بھی عبادت شروع کی تو آپ نے ان کو
 اس سے روکا اور کہا جس طرح تم پر خدا کا حق ہے تمھارے اہل کا بھی ہے
 اور تمھارے جسم کا بھی حق ہے ہر مقدار کو اس کا حق پہنچنا چاہئے یعنی
 عبادت بھی کروا بیوی سے مباشرت بھی کرو اور آرام بھی کرو دوسرے
 دن دونوں شخص رسول کی خدمت میں گئے اور یہ سب واقعات بیان کیے تو
 حضرت نے فرمایا سلمان نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔

(استیاب ج ۲ ص ۵۵۸)

صدقات سے سخت برہمتر کرتے تھے اگر کسی
صدقات سے احتیاب چیز میں صدقہ کا اوننی شائبہ ہوتا تو اس سے
 بھی احتراز کرتے ایک غلام نے خواہش کی کہ مجھ کو مکاتب بنا دیکئے فرمایا
 تمھارے پاس کچھ ہے اس نے عرض کیا میں لوگوں سے مانگ کر ادا کر دوں گا
 فرمایا تم مجھ کو لوگوں کے ہاتھ کا دھو دن کھلانا چاہتے ہو (ابن سعد ج ۲ ص ۳۰۳)

چونکہ آپ حق بات کہنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے
رعیب و جلال تھے اس لیے یا وجود فقیرانہ زندگی کے اصحاب رسول آپ
 سے خوف کھاتے تھے ایک مرتبہ آپ حضرت عمر کے پاس گئے اس وقت وہ
 ایک گدے پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے آپ کو دیکھ کر وہ گدے (گادہ بھکیہ)
 آپ کی طرف بڑھا دیا۔ (مسندک حاکم ج ۳ ص ۵۹۹)

چند جو اہرہ نیرے

آپ کے بہت سے حکیمانہ جملے اور ذریں اقوال کتب احادیث میں موجود ہیں ان میں سے چند یہاں نقل کئے جا رہے ہیں۔

(۱) آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے سنا ہے کہ دیتا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (مترک حاکم ج ۳ ص ۶۱۱)

(۲) ابو درداء نے آپؐ کو شام سے خط لکھا کہ تم پر سلام ہو اما بعد خدانے مجھے تمہارے بعد مال اور لڑکے عنایت کیے اور میں پاک زمین پر فروکش ہوا مسلمان نے ان کو جواب لکھا تم پر سلام ہو۔ تم نے مجھے لکھا تھا کہ خدانے تم کو مال و فرزند عطا کیے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مال و فرزند کی زیادتی خیر نہیں ہے خیر یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ ہو اور تمہارا علم تم کو نفع پہنچائے اور تم نے مجھے لکھا تھا کہ تم ارض مقدسہ میں وارد ہوئے ہو حالانکہ زمین کسی کے واسطے عمل نہیں کرتی تم عمل کرو تو یہ ایسا ہے گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اپنے آپ کو مردوں سے شمار کرو۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۴۲)

(۳) حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں بیمار پڑے سعد ابن ابی وقاص

عیادت کو گئے تو رونے لگے سعد نے کہا ابو عبد اللہ رونے کا کونسا مقام ہے آنحضرت تم سے خوش و مسرور دنیا سے اٹھے تم ان سے سوحس کو شر پر لو گئے بچھڑے ہوئے ساقیوں سے ملاقات ہوگی آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں موت سے نہیں ڈرتا اور نہ دنیا کی حرص باقی ہے اور نا اس لئے کہ رسولؐ نے ہم سے فرمایا تھا اور عہد لیا تھا کہ تمہارا دنیاوی ساتھ ویسا ما ایک مسافر کے زادراہ سے زیادہ نہ ہو حالانکہ میرے گرد اس قدر سانپ (اساب) جمع ہیں سعد کہتے ہیں کل سامان میں جس کو سانپ سے تعبیر کیا تھا ایک بڑا یا بالہ ایک لگن اور ایک طشت سے زیادہ نہ تھا اس کے بعد سعد نے خواہش کی کہ مجھکو کچھ نصیحت کیجئے فرمایا کسی کام کا قصہ کرتے وقت، فیصلہ کرتے وقت اور تقسیم کرتے وقت خدا کو یاد رکھا کرو۔ اسی بیماری کے دوران دوسرے احباب نے بھی نصیحت اور وصیت کی خواہش کی فرمایا تم میں سے جس سے برسکے اس کی کوشش کرے کہ درج و عمرہ جہاد یا قرآن پڑھتے ہوئے جان مے اور منق و فوج اور خیانت کی حالت میں نہ مرے۔ (طبقات ابن سعد حالات سلمانؓ)

(۴) آپ کی وفات عبد اللہ بن سلام سے پہلے ہو گئی تھی ایک دن عبد اللہ نے خواب میں آپ کو دیکھا تو پوچھا اے سلمان سب سے بہتر ازیر کے عمل آپ نے کس چیز کو پایا فرمایا تو کل عجب چیز ہے۔

(ابن سعد جزوم ق اولی ص ۶۷)

(۵) علامہ نوری ماثر ندوانی نے کتاب روضۃ الواعظین کے حوالے

سے نقل کیا ہے کہ ابن عباس کہتے تھے کہ میں نے مسلمانوں کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا اللہ اور رسولؐ پر ایمان کے علاوہ آپؐ نے جنت حاصل کرنے کے لیے کس چیز کو افضل پایا۔ آپؐ نے فرمایا میں نے ایمان باللہ اور رسولؐ کے بعد کسی چیز کو اس شخص سے افضل نہیں پایا جس نے علی بن ابی طالبؑ سے محبت کی اور ان کی پیروی کی۔

(نفس الرضی)

(۶) ایک مرتبہ درجہ کے قریب جانے کا اتفاق ہوا آپؐ کا ایک شاگرد بھی ساتھ تھا آپؐ نے اس سے کہا کہ گھوڑے کو پانی پلا لاؤ اس سے حکم کی تعمیل کی آپؐ نے فرمایا خوب اچھی طرح پلا لاؤ جیہ وہ سیراب ہو گیا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ علم کی مثال بھی ایسی ہی ہے اس میں سے جتنا بھی خرچ کیا جائے گھٹتا نہیں تم کو چاہئے کہ علم نافع حاصل کرو۔

(۷) آپؐ نے فرمایا کہ علم بہت ہے اور عمر تھوڑی ہے تو بقدر علم دین سے حاصل کرو اور ساری دنیا کے علوم کے پیچھے نہ پڑو۔

(۸) آپؐ نے فرمایا کہ مومن کی مثال ایک مریض کی سی ہے اس کے پاس طبیب موجود ہے جو مرض اور اس کے علاج سے بخوبی واقف ہے مریض کو جب کسی ایسی چیز کی خواہش ہوتی ہے جو اس کے لیے مضر ہو تو وہ اس کو روکتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ جنت کی تمام نعمتوں سے محروم رہتا ہے اگر وہ پہلے سے باز نہ رکھا گیا ہوتا اس کو یہ

نفیسیں کیسے ملتیں۔

(۹۱) آپ فرماتے تھے کہ مجھے تین آدمیوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے ایک وہ جو دنیا کی طلب میں پڑا ہوا ہے اور موت اسے طلب کر رہی ہے دوسرا وہ جو موت سے غافل ہے تبسرا وہ جو قہمہ مار کر ہنستا ہے اور نہیں سمجھتا کہ اللہ اس سے راضی ہے یا ناراض۔ فرمایا تین چیزیں تھے اس قدر غمگین کرتی ہیں کہ میں رو دیتا ہوں ایک آنحضرتؐ اور ان کے دوستوں کا فراق دوسرے عذابِ قبر تیسرے قیامت کا خطرہ۔

(۱۰) آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے نصیحت کی خواہش کی آپ نے فرمایا بولو نہیں اس نے کہا لوگوں میں رہ کر یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ نے فرمایا اگر بولو تو صحیح اور مناسب بات کہو اس نے کہا کہ کچھ اور ارشاد ہو فرمایا کہ غصہ نہ کرو۔ اس نے کہا میں غصہ میں قابو سے باہر ہو جاتا ہوں۔ فرمایا کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھو۔ اس نے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیے فرمایا کہ لوگوں سے ملو طو نہیں اس نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ لوگوں سے ملا جلا نہ جائے آپ نے فرمایا اگر ملتے جلتے ہو تو پھر بات میں سچائی سے کام لو۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین ص ۱۱۱)

(۱۱) آپ فرماتے ہیں کہ میں نے توراہ میں پڑھا ہے کہ کھانے کے بعد وضو باعت برکت ہے جب رسولؐ سے میں نے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ قیل اور بعد طعام باعت برکت ہے۔

(مشروح ۵ ص ۲۴۱)

(۱۳) دو آدمی آپ کے پاس مدائن میں شام سے آئے اور انہوں نے آکر کہا آپ کے بھائی ابو درداء کے پاس سے آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس نے جو ہدیہ مجھے بھیجا ہے وہ مجھے پہنچاؤ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں کوئی ہدیہ یا تحفہ اس نے نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور امانت ادا کرو انہوں نے پھر کہا کہ ہمارے پاس کوئی مال ایسا نہیں ہے جو اس نے بطور تحفہ آپ کے لیے بھیجا ہو آپ نے فرمایا کہ مجھے مال کی ضرورت نہیں ہے ان لوگوں نے کہا ہاں ہم لوگ حیب و ہال سے چلے تھے تو اس نے آپ کو سلام کہا تھا آپ نے فرمایا کہ اس سے بڑا بھی کوئی ہدیہ و تحفہ ہو سکتا ہے۔ ۹

(عظیۃ اللہ لیا ج اول ص ۱۲۷)

ازدواج و اولاد

طبقہ جہلاء میں عام طور سے آپ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اپنے شادی نہیں کی تھی اور آپ محبوبہ یعنی عنت یا خواجہ سرا) تھے۔ یہ بالکل غلط ہے آپ نے بنی کندہ کی ایک عورت کے ساتھ شادی کی تھی جس سے دو فرزند پیدا ہوئے انہیں سے آپ کو کثرت نسل کا شرف حاصل ہوا۔ ان میں سے بعض اسی جگہ آباد تھے۔ اور سب کے سب صاحبانِ فضل و عقل تھے۔

(مجالس المؤمنین ص ۸۹)

اسد الغابہ میں ہے کہ آپ کی تین لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکی اصفہان میں اور ایک جماعت کا خیال ہے کہ اہل اصفہان انہیں کی اولاد ہیں۔ اور دوسری لڑکیاں مصر میں تھیں۔

(اسد الغابہ ج ۴)

عبداللہ بن سلمیٰ سے روایت ہے کہ سلمان نے بنی کندہ کی ایک عورت سے شادی کی تھی جب رات کا وقت آیا آپ اسے پاس بیٹھے اس کی پستانی کو مس کیا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی، اور اس سے فرماتے تھے، میری اطاعت کہ اس چیز میں جس کا خدا نے تجھے حکم دیا ہے، وہ کہتی تھی میں مطیع اور فرمانبردار ہوں۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے خلیل آنحضرتؐ مجھے وصیت کی ہے

کہ جب میں اپنے اہل کے ساتھ جمع ہوں تو اللہ کی اطاعت پر جمع ہوں پس آپ
 اردوہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ دونوں نے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر اس
 قطری تقاضہ کی تکمیل کی جو مرد اپنی عورتوں سے کرتے ہیں، جب صبح ہوئی تو آپ
 کے مصاحبین نے آپ سے پوچھا، آپ نے اپنی زوجہ کو کیسے پایا۔ آپ نے
 ان کو بتانے سے اعراض فرمایا۔ اور کہا کہ خدا نے ستر پوشی کا حکم دیا ہے
 لہذا اس کے بارے میں ہرگز سوال نہ کرو۔

کتاب مہج الدعوات کی حدیث تحفۃ الجنۃ میں ہے کہ آپ کے ایک
 صاحبزادے تھے جن کا نام عبداللہ تھا (اسی لئے آپ کی کنیت ابو عبداللہ
 ہو گئی۔ (مؤلف کتاب لہذا)

وہ روایت حسین یہ کہا گیا ہے کہ جناب سلمان نے تزویج نہیں فرمائی
 ضعیف ہے۔ روایات معتبرہ و مشہورہ کے مقابلہ میں اس کا کوئی اعتبار نہیں
 ہے۔ اس روایت کا راوی حسین بن حمدان ضعیف راوی ہے اور اس کے
 اوپر اعتبار جائز نہیں ہے۔ بخاشی کا قول ہے کہ حسین بن حمدان الحسینی جنبدانی
 ابو عبداللہ فاسد المذہب تھا۔ اور خلاصہ میں مزید کہا گیا ہے، کہ وہ کاذب
 و ملعون تھا۔ (نفس الرحمن)

مدت حیات

آپ کی عمر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ کتاب سعد الاخبار میں ڈھائی سو، تین سو، ساڑھے تین سو اور ڈیڑھ ہزار سال تک کی روایات موجود ہیں۔ اسی طرح اسد الغابہ میں ہے کہ عباس ابن یزید نے کہا ہے کہ سلمان بشارٹھے تین سو برس زندہ رہے۔ لیکن ڈھائی سو میں کسی کو شک نہیں ہے۔ ابو نعیم نے کہا کہ سلمان بڑی عمر والوں میں سے تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے حواریین عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے خود عیسیٰ ابن مریم کو پایا تھا۔ اور دونوں کتابیں پڑھی تھیں۔ (ترجمہ اسد الغابہ ج ۴)

مگر علامہ ذہبی لکھتے ہیں ظہری انہ ما زاد علی الثمانین مجھے ظاہر ہوا ہے کہ ان کی عمر انسی سال سے زیادہ نہیں تھی۔

(اصابہ ج ۳ ص ۱۱۱)

غالباً موصوف کو الہام ہوا ہوگا اس لئے کہ یہ کہنے کے بعد کوئی

ثبوت اپنے دعویٰ میں پیش نہیں فرمایا۔

ہمارے نزدیک ساڑھے تین سو برس والی روایت زیادہ معتبر ہے

اس لیے کہ آپ نے زیارت رسول کے شوق میں وطن چھوڑا اور دس راہبوں کی صحبت حاصل کی شرف زیارت حاصل ہوا۔ اور پھر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد پچیس^{۲۵} چھبیس^{۲۶} برس زندہ رہے یہ سب اسی سال کی عمر میں نامکن ہے علاوہ ازیں جن روایات میں ساڑھے تین سو برس عمر بتائی گئی ہے وہ کتب تاریخ میں مشہور اور معتبر ہونے کے ساتھ کثرت سے ہیں۔

فروعاً القدس کی اس روایت سے بھی آپ کی عمر تین سو سال سے زیادہ ہی ظاہر ہوتی ہے کہ ایک دن جناب امیر المومنینؑ بیٹھے ہوئے خرے کھا رہے تھے آپ نے مزاجاً ایک گٹھلی سلمانؒ کی طرف پھینکی جس پر آپ نے کہا اے علیؑ آپ مجھ سے مزاج فرما رہے ہیں حالانکہ میں سن میں آپ سے بڑا ہوں اور آپ میرے سامنے ایک کمن بچے ہیں بچوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بڑوں سے مزاج کریں۔ امیر المومنینؑ نے جواب دیا اے سلمانؒ تم اپنے آپ کو بزرگ سمجھتے ہو اور مجھے خورد حالانکہ تم یہ بھول گئے کہ جب تم محل میں پانی کے ایک چشمہ پر غسل کر رہے تھے تو ایک جنگلی شیر نے تم پر حملہ کیا تھا تم نے اس مصیبت سے بچنے کے لیے بارگاہِ قدس میں دعا کی تھی تو ایک شخص نے جو گھوڑے پر سوار ذراع پینے ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے تھا تمہاری مدد کی تھی جانتے ہو وہ کون تھا اے سلمانؒ ذرا غور سے دیکھو وہ شخص میں ہی تو تھا سلمیٰ نے اس کا اقرار خدمت نبوی میں اکر کیا اور امیر المومنینؑ سے عرض کیا

کہ اے علیؑ اس واقعہ کو تین سو تیس سال گزر گئے ہیں آج تک میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا تھا آج آپ نے اس کو یاد دلادیا۔

(فوحات القدس قلمی ص ۲۳۳ رضا لاٹری ری رام پور)
 یہ واقعہ آنحضرتؐ کے نمانہ کا ہے اگر اس کو آپؐ کی زندگی کے آخری ایام کا بھی مانا جائے تب بھی پیغمبر کے بعد سوائے ۲۵ سال زندہ رہے اس صورت سے آپؐ کی عمر ساڑھے تین سو سال سے کچھ زیادہ ہی قرار پاتی ہے۔

وفات

کتاب الفضائل میں شیخ الفقیہ ابوالفضل سدید الملہ والدین شاذان بن جبرائیل بن اسمعیل بن ابی طالب القمی اصبح بن نباتہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں سلمان فارسی کے ساتھ تھا جبکہ وہ مدائن کے حاکم تھے اور یہ ابتداء خلافت امیر المومنین کا زمانہ تھا حضرت عمر بن خطاب نے آپ کو مدائن کا حاکم بنایا تھا اس عہدہ پر آپ اس وقت تک قائم رہے جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب والی اہر ہوئے۔ اصبح کہتے ہیں کہ میں ایک روز ان سے ملاقات کے لیے گیا وہ سخت بیمار تھے مجھے دیکھ کر فرمانے لگے اے اصبح مجھ سے جناب رسول خدا نے فرمایا تھا کہ اے سلمان جب تم سے مرنے کا زمانہ قریب ہوگا تو مردہ تم سے باتیں کرے گا اب تم لوگ مجھے تختہ پر لٹا کر قبرستان مدائن میں لے چلو جب ان کو قبرستان میں لے آئے منہ قبضہ کی طرف کر دیا آپ نے باواز بلند اس طرح کہا اے وہ لوگو! جن کی جانیں فنا ہو گئی ہیں تم پر سلام ہو تم کو دنیا کی طرف سے کس چیز نے نانا امید کر دیا ہے کسی نے کوئی جواب نہ دیا آپ نے اسی طرح چند مرتبہ دریافت کیا جب کوئی جواب نہ پایا تو فرمایا اے اہل قبور! مجھ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب

تیری وفات کا زمانہ قریب آئے گا تو ایک مردہ تجھ سے باتیں کرے گا
 اگر میری موت کا زمانہ قریب آ گیا ہے تو برائے خدا اور رسولؐ مجھ سے ہم کلام
 ہو اس وقت ایک مردہ نے آواز دی کہ اے وہ لوگو! جو دنیا میں مکانات
 بناتے اور باغات لگاتے ہو اور آخر وہ سب فنا و خراب ہو جاتے ہیں
 تم پر سلام ہو۔

آپ نے پوچھا کہ تم اہل بہشت سے ہو یا اہل نار سے اس نے
 جواب دیا کہ میں اہل بہشت سے ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ یہ بیان کرو
 کہ تمہاری موت کس طرح ہوئی اور کیا مصیبت گذری۔ مردہ نے کہا
 اے سلمان کچھ نہ بوجھو خدا کی قسم اگر کوئی شخص مقراض سے میرے تمام
 بدن کو زہرہ بہرہ کرتا اور ہڈیوں سے گوشت کو جدا جدا کرتا تو میرے
 نزدیک وہ موت کمی اذیت سے بہت زیادہ آسان ہوتا اے سلمان!
 میں دنیا میں ہمیشہ نیک اعمال کیا کرتا تھا برابر نازی بڑھتا قرآن مجید
 کی تلاوت کرتا تھا یکایک بیمار ہوا اور میری عمر کی مدت تمام ہوئی اس
 وقت ایک شخص طویل القامت لشکل مہیب میرے سامنے ہوا پر معلق
 کھڑا ہو گیا اور وہیں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا آنکھیں اندھی
 ہو گئیں کانوں کی طرف اشارہ کیا تو کان بہرے ہو گئے۔ زبان کی طرف
 اشارہ کیا تو زبان بسند ہو گئی میں نے کہا تو کون ہے؟ جو میرے
 ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے اس نے جواب دیا میں ملک الموت ہوں اب تیری
 زندگی کا زمانہ گزر گیا تجھ کو یہاں سے دوسرے مقام پر جانا ہو گا اتنے
 میں دو شخص اور آگئے جن میں سے ایک میرے داہنی جانب بیٹھ گیا

اور دوسرا بائیں جانب اور کہتے گئے کہ ہم دونوں وہ فرشتے ہیں جو دنیا
 میں تیرے اعمال نکھا کر تے تھے یہ لکھ کر ایک نے جس کا نام رقیب تھا میرا
 ایک نامہ اعمال مجھے دیا جب میں نے اپنی نیکیوں کو اس میں دیکھا تو بہت
 خوش اور مسرور ہوا پھر دوسرے نے جس کا نام غنیب تھا دوسرا نامہ
 اعمال مجھے دیا جب میں نے اس میں اپنے گناہوں کو دیکھا تو بہت محزون
 و غمگین ہوا اس کے بعد ملک الموت میرے قریب آئے اور ناک کی طرف
 سے میری روح قبض کر لی جس کا صدمہ مجھے ابھی تک نہیں بھولا ہے اس
 وقت میرے اہل و عیال عزیز و اقارب سب روتے گئے ملک الموت ان کی
 گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری دیکھ کر کہتے گئے کہ تم لوگ کیوں روتے
 ہو میں نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے مجھے حکم خدا ہوا تو میں نے اس کی
 روح قبض کر لی ابھی تو کتنی ہی مرتبہ میں تمہارے پاس آؤں گا پھر
 دوسرے فرشتے نے میری روح کو ملک الموت سے لے کر پروردگار کے
 حضور میں پہنچا دیا اس وقت خداوند عالم نے میرے کئی اعمال و افعال
 کے متعلق سوالات فرمائے مثلاً نماز و روزہ، زکوٰۃ و خمس، حج و جہاد
 تلاوت قرآن و اطاعت والدین وغیرہ کے بارے میں اور خون ناحق
 کرنا، مال غصب کرنا، بندگان خدا پر ظلم کرنا وغیرہ سب باتوں کے بارے
 میں پوچھا اس کے بعد وہ فرشتہ میری روح کو زمین پر لایا اور عنان
 میرے جسم سے کپڑے اتار کے کسل دینے لگا میری روح نے اس سے کہا
 اے بندہ خدا اس جسم ضعیف و ناتواں پر رحم کر اور آہستہ آہستہ ہاتھ پھیر
 خدا کی قسم جس جس رگ سے میں نکلی ہوں وہ رگ اس کی ٹوٹ گئی ہے اس کے

تمام اعضا اٹھو یا پس پس گئے، ہیں غرض اس عاجزی سے میری روح تے
 کا کہ اگر غسل سنتا تو مردوں کو غسل دینا چھوڑ دیتا پھر غسل دینے کے
 بعد لوگوں نے مجھے کفن میں لپیٹا اور محفوظ کیا نماز جنازہ پڑھی اور جب
 مجھے قبر میں اتارا اس وقت کچھ ایسی وحشت میرے اوپر طاری ہوئی کہ جو
 بیان سے باہر ہے گویا ایک مرتبہ آسمان سے زمین پر آیا پڑا جب لوگ
 قبر کو بند کر چکے اس وقت میری روح پھر میرے جسم میں داخل ہوئی اور
 ایک فرشتہ جس کا نام وقتنہ تھا میرے پاس آیا اور مجھے بٹھلا کر کہنے لگا
 اپنے وہ اعمال جو تو نے دنیا میں کئے ہیں لکھ میں نے کلمتے تو یاد نہیں
 اس نے کہا میں بتلاتا جاتا ہوں تو لکھتا جا میں نے کہا کاغذ کہاں سے
 لاؤں؟ اس نے کہا یہی تیرا کفن بیکے کاغذ کام دے گا میں نے
 کہا قلم کہاں سے لاؤں؟ اس نے کہا تیری انگلی بمنزلہ قلم ہے میں نے کہا
 سیاہی کہاں سے آئے گی وہ فرشتہ بولا کہ تیرا لاجب دہن بیکے سیاہی
 کے کام دیگا غرض جب میں نے کل اعمال لکھ لیے تو اس نے اس نوشتہ کو
 بطور طوق میری گردن میں ڈال دیا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے
 کل انسان الذی ساء طائفة فی عنقہم و نخرج لہ یوم القیامۃ کتابا
 بلقہ منشورہ اقر ا کتابک کفی بفضک الیوم عیدک حییا
 ترجمہ ہر آدمی کا اعمال نامہ ہم نے بطور طوق اس کی گردن میں ڈال دیا ہے۔
 اور قیامت کے دن جب اس نامہ اعمال کے ساتھ اس کو اٹھائیں گے تو حکم
 دیں گے کہ اپنا لکھا ہوا پڑھ لے آج کے دن اپنی ذات کے محاسبہ کے
 لیے تو خود ہی کافی ہے اس کے بعد ایک فرشتہ نہایت صیب جس کا نام

منکر ہے ہاتھ میں ایک گرز آتشین لیے میرے پاس آیا اور کہنے لگا بن
 ربک بنا تیرا پروردگار کون ہے؟ پیغمبر اور امام تیرے کون ہیں؟ تو کس
 طریقہ پر تھا، دین تیرا کیسا ہے؟ میں نے کہا میں خوف سے حواس باختہ ہو گیا
 میرا بند بند کا پینے لگا حیران تھا کہ کیا جواب دوں، اتنے میں رحمت
 خدا میرے تنہا ہی حال ہوئی دل مطمئن ہوا میں نے جواب دیا اللہ جل جلالہ
 بر بنی و محمد نبی و علی بن ابیطالب و اولادہ المعصومین آئتی
 والا سلام دینی و لقن آن کتابی خدا میرا رب (پلٹے والا) ہے
 اور محمد میرے رسول ہیں اور علیؑ اور ان کی اولاد معصومین میرے امام
 اور پیغمبر ہیں اور اسلام میرا دین ہے اور قرآن میری کتاب ہے پھر
 دوسرے فرشتہ نے بھی جس کا نام نکیر تھا اسکی صیبا آواز سے میرے
 اعمال و افعال و اعتقادات کے بارے میں سوال کیا فضل خدا سے میں نے
 اس کا جواب بھی دیا اور کہا اشھدان کا الہ الا اللہ وان محمد
 رسول اللہ وان علیاً و اولادہ المعصومین حجج اللہ وان
 الجنة حق والنار حق والصراط حق والسیوان حق وسوال
 منکر و تکبیر فی القبر حق والبعث حق والنشور حق وتظاوا کتیب
 حق وان الساعة آتیة لا ریب فیھا وان اللہ ببعث
 من فی القبور۔ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا
 کے کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں، علیؑ اور ان کی اولاد
 میں سے جتنے معصوم ہیں وہ سب خدا کی جنتیں ہیں اور جنت برحق ہے
 اور جہنم بھی برحق ہے بل صراط برحق ہے اور میزان برحق ہے، قبر میں

منکر و مجیکر کا سوال کرنا برحق ہے اور میدانِ حشر میں لوگوں کا پھیلنا برحق ہے اعمالِ ناموں کا کھلنا برحق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شک نہیں ہے اور ہر وہ شخص جو قبر میں ہے پروردگار عالم ضرور اسے اٹھا کر کھڑا کرے گا۔

پھر قبر میں مجھے لٹا کر ان فرشتوں نے کہا الحمد للہ العروس اب تو آرام کے مثل خواب عروس کے سو جا اور پھر ایک دروازہ بہشت کا میرے سر پہنے کی طرف کھول دیا جس سے بہشت کی ہوا آنے لگی اور جہاں تک نظر کام کرتی تھی اتنی دور تک قبر کشادہ ہو گئی اور تمام زمین گھڑا ہو گئی اے سلمانِ فارسی انسان کو لازم ہے کہ ہر وقت خدا کو یلو کرے اور اسی کی عبادت میں زندگی بسر کر دے کہ مرنا برحق ہے اور ان سب باتوں کا جو میں نے بیان کیا ہے ضرور سامتا ہو گا۔

اصبح کہتے ہیں کہ جب قبر سے آواز آنا بند ہوئی حضرت سلمان فارسی نے کہا کہ اب مجھے گھر لے جاؤ جب ان کے مکان پر لائے تو آپ نے فرمایا زمین پر لٹا دو جب میں نے لٹا دیا تو آسمان کی طرف دیکھ کر ایک دعا پڑھی اور اس دعا قانی سے دار باقی (آخرت) کی طرف کوچ فرمایا میں متعجب تھا کہ آپ کو دفن کیونکر کروں اتنے میں دور سے ایک سوار دکھائی دیا جب قریب آیا میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ہیں۔ حضرت نے آکر اپنے دست مبارک سے آپ کو غسل دیا کفن پہنایا اور نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کیا اور نظروں سے غائب ہو گئے۔

کتاب فضائل صحابہؓ و حیات القلوب حجہ شریفہ
لواجع الاحزان جلد اول صفحہ ۳۶۱ تا ۳۶۲

الشیخ محمد تھلیل سعید بن ہیتہ الشریاف وندی خراج باب چہار دہم
میں روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ مسجد مدینہ میں صبح کے وقت
داخل ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول خدا کو
فرماتے سنا ہے کہ سلمان تے وقت پانی ہے اور منجھ غسل و کفن، نماز
اور تہذیب کی وصیت کی ہے۔ (نفس الرحمن)

بحار الانوار میں عبید بن حسن نے جابر الانصاری سے روایت
کی ہے کہ امیر المؤمنین نے صبح کی نماز ہمارے ساتھ ادا فرمائی پھر ہماری
طرف رخ کر کے فرمایا ایھا التاس خداتم کو تمھارے بھائی سلمان کی
موت پر صبر کرتے میں اجر عطا فرمائے لوگ اس بارے میں بات چیت
کرنے لگے آپ نے رسول کا علم سر پر رکھا آپ کی ذرع زیب تن کی
رسول کا عصا یا تھ میں لیا اور تلوار مکر میں باندھی اور آپ کی سواری
عصا پر سوار ہوئے اور قبضہ سے فرمایا دس تک گن۔ قبر کھتے ہیں میں نے
تعمیل حکم کی اور ہم نے اپنے آپ کو سلمان کے دروازہ پر (مدائن میں)
کھڑا ہونا پایا۔ زاذان خادم سلمان خاری کتا ہے کہ جب میں نے
اپنے آکا کی وفات کا وقت قریب پایا تو آپ سے غسل کے بارے
میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ جس نے (علیؓ) نے رسول خدا کو غسل دیا
تھا وہی منجھ بھی غسل دے گا۔ میں نے کہا آپ مدائن میں ہیں اور
وہ مدینہ میں۔ آپ نے فرمایا اے زاذان جب تم میری داڑھی باندھو

لوگے تو دروازہ پر ان کی آواز سنو گے۔ جب میں نے آپ کی ڈاڑھی باندھ دی تو میں نے دروازہ پر کسی کو کہتے سنا کہ میں امیر المومنین ہوں میں نے دروازہ کھلا آپ اندر داخل ہوئے اور مجھ سے فرمایا اے زاہدان ابو عبد اللہ سلمان نے قضا کی میں نے کہا مولا ہاں! پس آپ اندر داخل ہوئے اور سلمان کے چہرہ سے چادر ہٹائی سلمان امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھ کر متبسم ہوئے۔ آپ نے فرمایا مرحبا اے اباعبد اللہ جب تم رسولؐ سے ملاقات کرنا تو ان سے جو جو مطالبہ تمہارے بھائی پر قوم کی طرف سے ہوئے ہیں بیان کرنا پھر آپ نے سلمان کی تجنیر کی اور جب آپ نے نماز پڑھی تو ہم نے کثرت سے تکبیروں کی آواز سننے میں نے آپ کے ساتھ دو مردوں کو دیکھا ان کے بارے میں سوال کیا تو امیر المومنین نے فرمایا ان میں سے ایک میرے بھائی جعفر طیار اور دوسرے جناب خضر بیغمی تھے اور ہر ایک کے ساتھ ستر صنفیں ملائکہ کی تھیں اور ہر صفت میں ہزار ملائکہ تھے اور مشارق میں ہے کہ زاہدان غلام سلمان کا کنا ہے کہ جب امیر المومنین تشریف لائے کہ سلمان کو غسل دیں تو آپ نے کپڑا چہرہ سے ہٹایا تو سلمان مسکرانے اور قریب تھا کہ بٹھے جائیں امیر المومنین نے فرمایا اپنی موت کی طرف پلٹ جاؤ رجال کشی میں ہے کہ سلمان کہتے تھے کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب تمہاری موت کا وقت قریب آئے گا تو کچھ لوگ تمہارے پاس آئیں گے جو تو شبو کو پسند کریں گے اور کھانا نہیں کھائیں گے پھر آپ نے مشک کی تھیلی نکالی اور پانی میں لایا اور دو جوسے کہا کہ

دروازہ پر جا کر بیٹھ جاؤ اور دروازہ بند کر لیا۔ (نفس الرحمن)
 ان کی بیوی نے حکم کی تعمیل کی چند منٹ کے بعد انھوں نے ایک
 آواز سنی جو نہایت آہستہ سے تھی انھوں نے جا کر دیکھا تو آپ کی روح
 جنت کو پرواز کر چکی تھی۔ (ابو نعیم)

یہ اختصاص اور امتیاز بھی صرف آپ ہی کو تمام صحابہ اور تمام
 امت پر حاصل ہے کہ مولائے کائنات امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب
 علیہ السلام نے اپنے دستہ کے مبارک سے غسل و کفن دیا نماز حین ازا
 پڑھی دفن کیا اور باعجاز مدینہ سے مدائن تشریف لائے اور پھر اسی
 دن مدینہ واپس ہوئے۔ بعض لوگوں کو یقین نہیں ہوا تھا جب اہل مدائن
 کا خط سلمان کی موت کے بارے میں آیا جس میں وقت و قات اور تمام
 وہ حالات درج تھے جو امیر المؤمنین نے بیان فرمائے تھے تب یقین
 ہوا۔

تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۳۳ھ کے
 اوائل میں ہوئی مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان کے آخری دور خلافت
 ۳۵ھ میں ہوئی اور علیٰ شیعہ کی کثیر تعداد نے اس قول سے اتفاق کیا
 ہے کہ آپ نے ۳۳ھ اوائل خلافت امیر المؤمنین میں انتقال فرمایا۔
 آپ کا مزار مقدس مدائن میں آج بھی زیارت گاہ خاص و عام

وفات کے بعد آپ کے مراتب

روضۃ الواعظین میں ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے سلمانؓ کو آپ کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا آپ سلمانؓ ہیں جواب دیا ہاں میں نے پوچھا کیا وہی سلمانؓ ہیں جو رسولؐ کے غلام تھے فرمایا ہاں میں نے دیکھا اس وقت ان کے سر پر یا قوت کا تاج تھا اور جنت کے سطحے زیر تہ کیے ہوئے تھے میں نے کہا اے سلمانؓ یہ بہترین منزل ہے جو خدا نے آپ کو عطا فرمائی ہے انہوں نے جواب دیا ہاں الی آخر کھبریت۔ (نفس الرحمن)

تفسیر عیاشی میں مفصل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب قائم آل محمدؑ بطور فرمائیں گے تو سینتیس انتہی من کو پشت کعبہ سے باہر نکالیں گے پچیس قوم موسیٰ سے ان لوگوں کو جنہوں نے ہدایت پائی اور سات اصحاب کعبہ اور یثع و مہی موسیٰ پیغمبر و مومن آل فرعون و سلمان فارسی و ابودجانہ الانصاری و اہل مالک اشتر اور شیخ مفید نے بھی اپنی کتاب ارشاد کے آخر میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور شیخ الطائفہ نے کتاب کشف الحق میں ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حج بیت اللہ کیا آپ نے مدینہ میں اپنے جد حضرت رسول خدا کی زیارت کی تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ زیارت نبی کا شرف حاصل کیا۔ ہنسی یقظان کے ایک شخص نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ ان لوگوں نے ابو بکر و عمر کی بھی اس قبہ میں زیارت کی آپ نے فرمایا کہ اے بھائی یقظان ان لوگوں نے بھوٹ کہا خدا کی قسم اگر ان دونوں کی قبروں کو کھودا جائے تو ان دونوں کی جگہ سلمان و ابوذر کو پاؤ گے خدا کی قسم یہ دونوں ان دو حضرت ابو بکر و عمر سے اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ پہلے رسول میں جگہ پائیں ابو بصیر نے عرض کیا یا بن رسول اللہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جائے آپ نے فرمایا اے ابو محمد اللہ نے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے ہیں جن کو تقالہ کہا جاتا ہے ان کو زمین کے مشارق و مغارب میں بھلا دیا گیا ہے میں وہ لوگوں میں سے ہر ایک کی میت کو اس مقام پر دفن کرتے ہیں جس جگہ کا وہ مستحق ہوتا ہے اور وہ جسد میت کو نقش سے نکال لیتے ہیں۔ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اس حدیث کو فوائد القوائد میں اور ابن طاووس نے وصایا میں نقل فرمایا ہے۔

(نفس الرحمن)

زیارت

تہذیب میں آپ کی یہ زیارت لکھی ہوئی ہے جس کو ہم مومنین کے
فائدہ کی غرض سے نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

السلامُ عليك يا ابا عبد الله ملمان السلام عليك
يا تابع صفوة الرحمن السلام عليك يا من لم يمتيز من
اهل بيت الایمان السلام عليك يا من خالف حزب
الشیطان السلام عليك يا من نطق بالحق ولم تخف
من صولة السلطان السلام عليك يا من نابذ عبدة
الادغان السلام عليك يا من تبع الوصي زوج سيدة
النسوان السلام عليك يا من جاهد في الله مرستين
مع النبي والوصي ابی السبطین السلام عليك يا من
صدق وکذبة اقوام السلام عليك يا من قال لله
سید الخلق من الانس والجان انت بنا اهل البيت
لابذابک انسان السلام عليك يا من تولى امره
عند وفاته ابی الحسنین السلام عليك يا من جودت عنه

بكل احسان السلام عليك فلعل كنت خيرا ديان
السلام عليك ورحمة الله وبركاته اتيتك يا ابا
عبد الله من اسوأ قاضيائك من الاوشاكر لبلاتك
في الاسلام فاسئل الله الذي خلقك لصدقه الدين
ومتابعة الخيرتين الفاضلتين ان يحييني حياتك وان
يسميتني مسامتك ويحشرني في محشرك وعلى انكار ما
انكرت ومناجاة ما ناديت والرد على ما خالفت على العنة
الله على الظالمين من الاولين والآخرين فكن يا ابا عبد الله
شاهدا لي بهذه الشهادة عند امامي واما مك وجب
الله بيلتك وبينهم في مستقر رحمتهم انه ولي ذلك و
القادر عليه ان شاء الله

السلام عليك ورحمة الله وبركاته وهو قريب
مجيب وصلى الله خيرته من خلقه محمد وآله الطاهرين
وسلم . (نفس الرحمن)

مقبول احمد عفي عنه
اسر جوالاني ١٩٤٣

اپنے چوں لیکھ سکھایا
سید نزر عباس